اگر افسر یا سیٹھ بات بات پر غصّہ کرتا اور جھاڑتا ہو تو اٹھتے بیٹھتے ہر وقت "یَا حَیُّ، یَا قَیُّوْمُ" پڑھتے رہئے اور تصوُّر میں افسر یا سیٹھ کا چہرہ لاتے رہئے، اِن شَآءَ اللہ وہ آپ پر مہربان ہو جائے گا۔ (چڑیا اور اندھا سانپ، ص30)

"یَا جَلِیْلُ" (اے بزرگی والے) 10 بار پڑھ کر اپنے مال و اَسباب اور رقم وغیرہ پر دَم کر دیجئے، اِن شَآءَ اللہ چوری سے محفوظ رہے گا۔ (چڑیا اور اندھا سانپ، ص29)

اگر گھر میں بیماری اور غربت و ناداری نے بسیرا کر لیا ہو تو بلاناغہ 7 روز تک ہر نَماز کے بعد "یَا رَزَّاقُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا سَلَامُ" 112 بار پڑھ کر دعا کیجئے، اِن شَآءَ اللہ بیماری، تنگدستی و ناداری سے نَجات حاصل ہو گی۔ (چڑیا اور اندھا سانپ، ص30)

جو شخص طُلُوعِ آفتاب کے وَقت "بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" 300 بار اور دُرُود شریف 300 بار پڑھے اللہ پاک اس کو ایسی جگہ سے رِزق عطا فرمائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو گا اور (روزانہ پڑھنے سے) اِن شَآءَ اللہ ایک سال کے اندر اندر امیر و کبیر ہو جائے گا۔

(شمس المعارف الکبری ولطائف العوارف ص37، چڑیا اور اندھا سانپ، ص27)

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

اپریل 2023ء / رمضان المبارک شوّال المکرّم 1444ھ

شمارہ: 04 جلد: 7

مَہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر: سراجُ الاُمّہ، کاشفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدنا **امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت** رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ **امام احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت **علامہ محمد الیاس عطار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

آراء و تجاویز کے لئے

+922111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923012619734
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

- قیمت: رنگین شمارہ: 200 روپے سادہ شمارہ: 100 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات: رنگین شمارہ: 3500 روپے سادہ شمارہ: 2200 روپے
- ممبر شپ کارڈ (Membership Card) رنگین شمارہ: 2400 روپے سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3000 روپے سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اعتکاف ایک روحانی انقلاب

مفتی محمد قاسم عطاری*

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ(۱۲۵)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل کو تاکید فرمائی کہ میرا گھر طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے خوب پاک صاف رکھو۔ (پ01، البقرۃ:125)

تفسیر: حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کو خانۂ کعبہ اور مسجدِ حرام شریف کو حج، عمرہ، طواف، اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کے لیے پاک وصاف رکھنے کا حکم دیا۔ یہی حکم تمام مسجدوں کے متعلق بھی ہے کہ وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے، یہ سنتِ انبیاء ہے۔ آیت کے الفاظ سے ظاہر ہوا کہ مسجد کے مقاصد میں سے اعتکاف کی عبادت بھی شامل ہے اور یہ کہ اعتکاف گزشتہ امتوں میں بھی رائج تھا۔

اعتکاف کا لغوی و شرعی معنیٰ: لغوی اعتبار سے کسی چیز کی جانب اپنی توجہ مبذول کرنا اور بطورِ تعظیم اُسی کو لازم پکڑ لینا "اعتکاف" ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے ٹھہرنا اعتکاف ہے۔ (مفردات امام راغب، ص579)

اعتکاف کا حکم: ماہِ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف "سنت مؤکدۃ علی الکفایۃ" ہے، یعنی اگر شہر یا محلہ میں کسی ایک نے کر لیا، تو سب مطالبہ سے بری الذمہ ہو جائیں گے اور اگر کسی نے بھی نہ کیا تو سب گناہ گار ہوں گے۔ اعتکاف کا ایک حکم قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا ہے: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ﴾ ترجمہ: اور عورتوں سے ہم بستری نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔ (پ02، البقرۃ:187)

اعتکاف سُنَّتِ نبوی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف میں گزارا کرتے تھے۔ (مسلم، ص461، حدیث:2782) اور فرمایا کہ جب آخری عشرہ آتا تو رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم خوب تیاری فرماتے، تمام رات خود بھی بیدار رہ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔ (بخاری، 1/663، حدیث: 2024) مزید فرمایا کہ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم رمضان کے آخری دس دنوں میں عبادتِ الٰہی میں جو محنت فرماتے، اس کے علاوہ میں اتنی محنت نہیں فرماتے تھے۔ (مسلم، ص462، حدیث:2788) اور مسند احمد میں ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم رمضان کے پہلے بیس دنوں میں عبادت بھی فرماتے مگر کچھ آرام بھی کرتے، لیکن جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو پہلے سے بھی بڑھ کر عبادت کرتے اور کمر باندھ لیتے۔ (مسند احمد، 9/481، حدیث:25191)

اعتکاف ثواب کا خزانہ ہے، چنانچہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت ہے کہ جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کیا، تو گویا اس نے دو حج اور دو عمرے کیے۔ (شعب الایمان، 3/425، حدیث:3966) اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرتا ہے، اللہ تبارک و

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

تعالیٰ اُس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے، ہر خندق مشرق سے مغرب کے درمیانی فاصلے سے زیادہ لمبی ہے۔(شعب الایمان،3/424،حدیث:3965)

اعتکاف کے فوائد و مقاصد:

اعتکاف کا بہت بڑا مقصد اور فائدہ تو گناہوں سے دوری اور عبادت میں مشغولی ہے اور یہ فضیلت خود حدیث میں موجود ہے، چنانچہ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: معتکف تمام گناہوں سے رکارہتا ہے اور اُسے عملاً نیک اعمال کرنے والے کی طرح مکمل نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ (ابن ماجہ، 2/365، حدیث:1781) معتکف یہ ذہن میں رکھے کہ اعتکاف کا سب سے بنیادی مقصد اپنے آپ کو عبادتِ الٰہی، نوافل، تلاوت، ذکر، درود اور مجاہدہ و مراقبہ میں مشغول رکھنا اور یادِ الٰہی سے غافل کرنے والے ہر عمل سے خود کو دور کرلینا ہے، جسے قرآنی الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں: ﴿وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًاؕ(۸)﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اُسی کے بنے رہو۔(پ29، المزمل:08) گویا اعتکاف میں انسان تمام مخلوق سے بطورِ خاص قلبی اور حتی الامکان ظاہری تعلق ختم کر کے اپنے خالق ومالک سے رابطہ جوڑ لے۔ اس سارے عمل کا نتیجہ یہ ہو کہ معتکف کے دل میں محبتِ الٰہی پیدا ہو، تلاوتِ قرآن کی حلاوت نصیب ہو، فکرِ آخرت بیدار ہو، نمازوں کا شوق بڑھے، جماعت میں شرکت کی عادت بنے، فضول گوئی کی جگہ خاموشی آجائے اور خاموشی سے زیادہ تلاوت وذکر و درود وسلام کی کثرت معمول بن جائے، ضروری دینی علم حاصل ہو، عبادت کا مستقل شوق پیدا ہو اور دل گناہوں سے بیزار ہو جائے۔

اعتکاف اور روحانیت:

اعتکاف روحانیت کا خزانہ اور باطن میں انقلاب برپا کرنے والی عبادت ہے۔ زمانۂ اعتکاف میں خدا سے قلبی وروحانی تعلق جوڑنا بہت آسان ہے۔ دورانِ اعتکاف تہجد، اِشراق، چاشت، اَوّابین، صلوٰۃ التوبہ، نوافلِ وضو، تحیۃ المسجد، تراویح، مراقبہ، تلاوت، تسبیحات اور مسنون اوراد و وظائف میں مشغول رہنے، نیز صبح وشام کی مسنون دعائیں مانگنے کی سعادت، قلب و روح کی صفائی میں نہایت مُؤثِّر ہے۔ رات کا سجود و قیام، دن کی حالتِ صیام، نمازوں کے بعد تلاوت کا اہتمام، اکثر اوقات میں تسبیح و درود کا اِلتزام، گریہ نیم شبی اور آہِ سحر گاہی کی دولت اِن دنوں میں بآسانی حاصل ہو جاتی ہے۔ اعتکاف حقیقت میں خلوت (گوشہ نشینی) کی ایک صورت ہے، اسی خلوت کے لیے بزرگانِ دین نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ جنگلوں، پہاڑوں اور ویرانوں میں گزارا۔ یہ خلوت بذاتِ خود مقصود نہیں، لیکن بہت سے فوائد اِسی خلوت پر مدار رکھتے ہیں۔ ہمارے کثرتِ کار اور افراتفری کے زمانے میں عمومی طور پر طویل خلوت نہیں ملتی، لیکن اعتکاف کی صورت میں یہ نعمت کچھ دنوں کے لیے نصیب ہو جاتی ہے اور اِس طرح عبادت و تلاوت وذکر و درود اور اُمورِ آخرت کی فکر کے لیے تنہائی میسر آتی ہے نیز گناہوں سے دور رہنے کا موقع ملتا ہے۔ معتکِف لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی برائی، بداخلاقی اور لڑائی جھگڑے سے بچا رہتا ہے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہتے ہیں، یوں معتکف حقوق العباد ضائع کرنے سے بچ جاتا ہے۔

عبادت میں خشوع، یکسوئی اور "توجُّہ الی اللہ" نہایت مفید اور عبادت کے بنیادی مطلوب آداب میں سے ہیں، اعتکاف کی صورت میں جو خلوت نصیب ہوتی ہے اُس میں کامل توجہ اور مکمل اِنہماک والے آداب بجالانا آسان ہوتا ہے، مزید بر آں، اعتکاف میں عام زندگی کی جلوتوں سے زیادہ عبادت کا وقت ملتا ہے اور یہ مسلسل محنت، عبادت پر اِستقامت کا ذریعہ بنتی ہے۔

اولیاء کرام کا اعتکاف ور مضان:

سلف صالحین، بزرگانِ دین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اجمعین دل وزبان سے یادِ الٰہی میں مشغول رہنے کے باوجود ترقیِ معرفت، لذتِ عبادت، ذوقِ تلاوت، حلاوتِ طاعَت کے لیے ماہِ رمضان میں اعتکاف کرتے، چنانچہ فقہِ مالکی کے پیشوا، امام مجتہد، سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مستقل معمول تھا کہ جیسے ہی ماہِ رمضان شروع ہوا، وہ اپنی تدریسی مصروفیات ختم کر کے تمام وقت تلاوتِ قرآن میں مشغول رہتے۔ یونہی امام، محدث، مجتہد، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان میں دیگر جملہ عبادات چھوڑ کر صرف اور صرف کلامِ الٰہی کی قراءت کرتے۔ تابعی جلیل، امامِ تفسیر، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ دورانِ اعتکاف آخری عشرہ میں ہر رات مکمل قرآنِ حکیم تلاوت فرمایا کرتے۔

(لطائف المعارف، ص318) اِسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد چھوڑنے کے بعد بیت المقدس کے "قُبَّةُ الصَّخْرَة" میں عرصہ دراز تک اعتکاف کیا اور تلاوت وذکر و تسبیح وعبادت وشب بیداری وفکر آخرت کے ساتھ ساتھ اُمّت پر عظیم احسان کرتے ہوئے عظیم کتاب "احیاء علوم الدین" تصنیف فرمائی۔ (احیاء العلوم مترجم، 1 / 31)

الغرض خدا کے پاک بندے ہمیشہ سے اعتکاف کرتے اور اس سے عظیم روحانی و اُخروی خزانے حاصل کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابہ و اولیاء علیہم الرضوان کے صدقے ہمیں حلاوتِ عبادت سے لبریز اعتکاف کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم
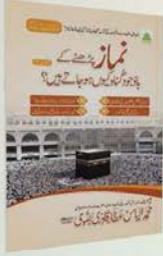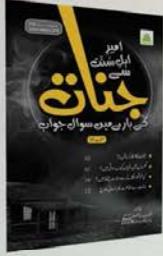
مَدَنی رسائل کے مُطالعہ کی دُھوم

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے جمادی الاولیٰ 1444ھ میں درج ذیل تین مَدَنی رَسائل پڑھنے / سننے کی ترغیب دلائی اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازا: (1) یاربَّ المصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جو کوئی 17 صَفحات کا رِسالہ **"نام رکھنے کی 18 سنّتیں اور آداب"** پڑھ یا سُن لے اُسے ہر کام سُنّت کے مطابق کرنے کی سعادت دے اور اُسے اپنے سب سے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کی چلتی پھرتی تصویر بنا۔ اور اُس کی بے حساب مغفرت فرما، اٰمین (2) یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 14 صفحات کا رِسالہ **"علمِ دین کے فضائل"** پڑھ یا سُن لے اُسے اپنی رضا کیلئے علمِ دین حاصل کرنے اور اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اُسے بے حساب بخش دے، اٰمین (3) یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 17 صفحات کا رِسالہ **"نماز پڑھنے کے باوُجود گناہ کیوں ہوجاتے ہیں؟"** پڑھ یا سُن لے اُسے مُخلِص نمازی بنا کر ہر گناہ سے بچا اور اُسے جنّتُ الفِردوس میں اپنے پیارے پیارے سب سے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑوسی بنا، اٰمین۔

(4) جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے رِسالہ **"امیرِ اہلِ سنّت سے جِنّات کے بارے میں سُوال جواب"** پڑھنے / سننے والوں کو یہ دُعا دی: یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 17 صفحات کا رِسالہ **"امیرِ اہلِ سنّت سے جِنّات کے بارے میں سُوال جواب"** پڑھ یا سُن لے اُسے ہر طرح کی آفات وبلیّات اور شریر جِنّات کے شر سے محفوظ فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رِسالہ	پڑھنے / سننے والے اسلامی بھائی	اسلامی بہنیں	کل تعداد
نام رکھنے کی 18 سنّتیں اور آداب	12لاکھ52ہزار690	10لاکھ67ہزار369	23لاکھ20ہزار59
علمِ دین کے فضائل	13لاکھ73ہزار849	10لاکھ30ہزار808	24لاکھ4ہزار657
نماز پڑھنے کے باوُجود گناہ کیوں ہوجاتے ہیں؟	13لاکھ63ہزار675	10لاکھ35ہزار831	23لاکھ99ہزار506
امیرِ اہلِ سنّت سے جِنّات کے بارے میں سُوال جواب	14لاکھ23ہزار401	10لاکھ37ہزار760	24لاکھ61ہزار161

کردار برباد کرنے والا گناہ

مولانا محمد ناصر جمال عطاری مدنی*

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ تَرَكَهُ - اَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ - اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ یعنی بلاشبہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں بدترین وہ ہے جسے لوگ اُس کی فحش کلامی سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔[1]

اِس حدیث پاک میں فحش گو (Foul-mouthed) کے دنیا و آخرت میں ہونے والے نقصان کو واضح کیا گیا ہے، اس حدیثِ پاک کو دو حصوں میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کئی اچھے کام کرنے والوں کو خیرُ النَّاس یا خِیَارُ النَّاس (لوگوں میں سے بہترین) ہونے کی خوش خبری دی ہے مثلاً:

قراٰن سیکھنے سکھانے والوں[2] اچھے اخلاق والوں[3] اور گناہ ہو جانے پر کثرت سے توبہ کرنے والوں[4] کو بہترین لوگ فرمایا گیا ہے۔

یوں ہی بہت سے برے کام ایسے ہیں جن کا ارتکاب کرنے والوں کو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شَرُّ النَّاس یا شِرَارُ النَّاس (لوگوں میں بدترین) ہونے کی وعید سنائی ہے، مثلاً چغل خور، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے، پاک دامنوں میں عیب تلاش کرنے والے[5] اور دوغلہ پن رکھنے والے[6] بدترین لوگوں میں شمار کئے گئے ہیں۔

مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ جن خامیوں کی وجہ سے لوگ انسان سے ملنا پسند نہیں کرتے اُن میں سے ایک فحش بکنا بھی ہے۔ آیئے پہلے فحش کلام کی تعریف جانتے ہیں اور اس کے بعد فحش کلامی کی مزید مذمت بیان کی جائے گی۔

فحش کسے کہتے ہیں شرم والی باتوں کو کھلے الفاظ میں بیان کرنا۔[7] جیسا کہ گالم گلوچ اور گندی و بیہودہ باتیں کرنا۔

فحش بکنے کے نقصانات

1 قیامت کے دن مؤمن کے میزانِ عمل میں سب سے زیادہ بھاری عمل "اچھے اخلاق" ہوں گے اور اللہ فحش کلامی کرنے والے بے حیا آدمی کو بہت ناپسند فرماتا ہے۔[8]

2 شرم و حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان والا جنت میں جائے گا اور بے حیائی، فحش گوئی برائی کا حصہ ہے اور برائی والا دوزخ میں جائے گا۔[9]

3 مؤمن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش بکنے اور بیہودہ گفتگو کرنے والا نہیں ہوتا۔[10]

4 حیا اور کم بولنا ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش بکنا اور زیادہ بولنا نفاق کی دو شاخیں ہیں۔[11]

حضرت ابراہیم بن مَیْسَرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "فحش بکنے والا قیامت کے دن کُتّے کی شکل میں یا کتے کے قالب میں آئے گا۔"[12] حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خیال رہے کہ تمام انسان قبروں سے بشکلِ انسانی اٹھیں گے پھر محشر میں پہنچ کر بعض کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی۔[13]

فحش بکنے کی وجوہات فحش بکنے کی چند بنیادی وجوہات یہ ہو سکتی ہیں:

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

1 دوسروں کو کم تر جاننا: دوسروں کو حقیر اور کم تر جاننا بھی فحش بکنے پر ابھارتا ہے، عام طور پر صفائی ستھرائی کرنے والوں، ہوٹل کی ٹیبل پر کھانا رکھنے والوں، معمولی چیزیں بیچنے والوں، ملازموں، ڈرائیوروں وغیرہ کے دل غلیظ الفاظ کے ذریعے چھلنی کیے جاتے ہیں اور ایسا کرنے کی وجہ یہ خوش فہمی ہوتی ہے کہ ہم بہتر ہیں اور یہ بدتر لہٰذا یہ لوگ اسی سلوک کے لائق ہیں۔ دوسروں کو کمتر سمجھنے کا خیال بھی دل سے نکال دیجئے اللہ کریم آپ کی عزت میں اضافہ فرمائے گا۔

2 بیہودہ مذاق کرنے کی عادت: ایسا مذاق کہ دوسرے کو حقیر اور کم تر سمجھتے ہوئے اس کی خامیوں کو یوں بیان کرنا کہ جس سے ہنسی آئے۔[14] یہ مذاق جائز نہیں، اس تحقیر آمیز مذاق میں فحش الفاظ بھی شامل ہوجائیں تو دوسرے کی عزت کا بیڑا غرق کرنا اور آسان ہوجاتا ہے اور یہ زیادہ سنگین گناہ بن جاتا ہے۔ یادرکھئے! وہ مزاح جس میں نہ کوئی ناحق اور فحش بات ہو اور نہ ہی کسی کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہو تو وہ جائز ہے چنانچہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنِّیْ لَاَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا یعنی بے شک میں مزاح کرتا ہوں لیکن میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔[15]

بات بات پر گالیاں بکنے والے بھی فحش گوئی ہی کرتے ہیں انہیں بھی عبرت حاصل کرنی چاہئے، فرمانِ مصطفےٰ ہے کہ مؤمن مؤمن کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا، نہ اسے گالی دیتا ہے اور نہ ہی اس سے بغاوت کرتا ہے۔[16]

فحش بکنا مسلمان کا کام نہیں بعض لوگ بدزبانی کی وجہ سے ملنے والی ”بدنامی“ کو شہرت اور اپنے آپ سے لوگوں کے خوفزدہ رہنے کو اپنا ”رعب“ سمجھتے ہیں حالانکہ عوام ایسوں سے بات کرنا کیچڑ میں پتھر پھینکنے کے برابر سمجھتی ہے اور اُن کی زبان کے وار سے اپنی عزت بچانے کے لئے دور دور رہنا پسند کرتی ہے۔

ہمارے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تو مسلمانوں کو ایک جسم فرمایا ہے جس کے ایک حصے میں ہونے والی تکلیف کو پورا جسم محسوس کرسکے۔ آپ نے کبھی سوچا کہ امتِ مسلمہ کے اِس جسدِ واحد کو فحش بکنے کی عادت کس کس طرح نقصان پہنچاتی ہے، فحش بکنا مسلمانوں کا کلچر نہیں بلکہ مسلمانوں کے کلچر میں تو ایک دوسرے کو برے نام سے پکارنے یا نام بگاڑنے کی بھی گنجائش نہیں، مسلمانوں کے کلچر میں لہجے کو شہد سے زیادہ میٹھا اور الفاظ کو روئی سے زیادہ نرم رکھنا شامل ہے۔ اسلام کے عطا کردہ آرٹ آف کمیونیکیشن پر عبور حاصل کرنے والوں کے ذریعے ہی دین دنیا بھر میں پہنچا اور دلوں کو فتح کیا۔ اللہ پاک کے نیک بندوں کے حالاتِ زندگی ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ یہ حضرات زبان سے عزتیں ذبح نہیں کرتے تھے بلکہ زبان سے عزتوں کو زندگی اور عزم و حوصلے کو توانائی فراہم کیا کرتے اور اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے کہ تعلیماتِ نبوی پر عمل کرکے یوں دلوں پر حکومت کی جاتی ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ کریم نے حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے ہمیں اصولِ زندگی (Principles of life) عطا فرمائے ہیں جن پر عمل کرکے جینے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے اور زندگی دشوار بنانے والے کاموں سے نجات کا راستہ بھی مل جاتا ہے۔ انتخاب کا اختیار ہمارے پاس ہے کہ خواہشات کے پیچھے چل پڑتے ہیں یا اسلام کے عطا کردہ اصولِ زندگی اپناتے ہیں۔ آیئے! اپنا اختیار استعمال کریں اور اسلام کے عطا کردہ اصولِ زندگی اپنالیں تاکہ دین و دنیا کی کامیابیاں حاصل کرسکیں۔

---

(1) بخاری، 4/134، حدیث: 6131 (2) بخاری، 3/410، حدیث: 5027 (3) بخاری، 2/489، حدیث: 3559 (4) شعب الایمان، 5/418، حدیث: 7121 (5) مسند احمد، 6/291، حدیث: 18020 (6) مسلم، ص1050، حدیث: 6454 (7) احیاء العلوم، 3/151 (8) ترمذی، 3/403، حدیث: 2009 (9) ترمذی، 3/406، حدیث: 2016 (10) ترمذی، 3/393، حدیث: 1984 (11) ترمذی، 3/414، حدیث: 2034 (12) اتحاف السادۃ المتقین، 9/190 (13) مراٰۃ المناجیح، 6/660 (14) احیاء العلوم، 3/162 (15) ترمذی، 3/399، حدیث: 1997- معجم کبیر، 12/299، حدیث: 13443 (16) زواجر، 1/520۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 9 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 شہزادیِ کونین کی والدۂ ماجدہ کا نام

سُوال: شہزادیِ کونین سیّدہ فاطمۃُ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والدۂ ماجدہ کا نام کیا ہے؟

جواب: اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

(طبقاتِ ابنِ سعد، 8/16- مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ عصر، 21 رمضان شریف 1441ھ)

2 اعتکاف کی نیت اور وقت!

سُوال: میری زوجہ (رمضان شریف کے آخری دس دن کے) اعتکاف میں بیٹھنا چاہتی ہیں، اس کا وقت بیان فرمادیجئے اور کیا نیت کرنی ہے؟ نیز کیا اعتکاف کی نیت کرلینے کے بعد نفل پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: اس اعتکاف کا وقت یہ ہے کہ 20 رمضان المبارک کا سورج غروب ہوتے وقت اسلامی بھائی مسجد میں اور اسلامی بہن مسجدِ بیت (یعنی گھر میں نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی گئی جگہ) میں اعتکاف کی نیت کے ساتھ موجود ہو، سورج غروب ہوتے ہی اعتکاف شروع ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت، 1/1021 ماخوذاً) 20 رمضان شریف کے غروبِ آفتاب سے کچھ دیر پہلے اعتکاف کے لئے مسجد میں آجانا مناسب ہے، البتّہ اعتکاف کے لئے نفل پڑھنا شرط نہیں، محض نیت ہی کافی ہے کہ میں رمضان کے آخری عشرہ کے سُنّت اعتکاف کی نیت کرتا ہوں! نیت میں زبان سے کہنا بھی شرط نہیں، بلکہ دل میں نیت ہونا کافی ہے اور عموماً دل میں یہ نیت ہوتی ہے، کیونکہ سُنّت اعتکاف سال میں ایک بار ہی ہوتا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ عصر، 20 رمضان شریف 1441ھ)

(رمضانُ المبارک کے فضائل، روزے، تراویح اور اعتکاف وغیرہ کے مسائل جاننے کیلئے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "فیضانِ رمضان" پڑھئے)

3 پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نانی جان کا نام

سُوال: حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نانی جان کا کیا نام تھا؟

جواب: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نانی صاحبہ کا نام بَرّہ تھا۔ (فتاویٰ رضویہ، 30/293) بَرّہ کا معنیٰ ہے: نیکوکار۔

(مدنی مذاکرہ، 8 ربیع الاوّل 1441ھ)

4 مولا علی کو "شیرِ خدا" کیوں کہا جاتا ہے؟

سُوال: حضرتِ سیّدُنا مولا مشکل کشا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو "شیرِ خدا" کہا جاتا ہے، یہ اِرشاد فرمایئے "شیرِ خدا" سے کیا مُراد ہے؟

جواب: سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیّدُنا علی رضی اللہ عنہ کو "اَسَدُ الله" کا لقب عطا فرمایا جس کا ترجمہ "خدا کا شیر" ہے۔ (شرف المصطفیٰ، 6/32) یاد رہے! شیر بہت بہادر جانور ہے، اسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے، وہ دوسرے کا کیا ہوا شکار

نہیں کھاتا بلکہ خود شکار کرتا ہے، جبکہ بہادر شخص کو بھی "شیر" کہتے ہیں، چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے اسی لئے آپ کو "شیرِ خدا" کہا جاتا ہے۔

(حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بارے میں جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کا رسالہ "کراماتِ شیرِ خدا" پڑھئے)

5 ایک فطرہ آدھا آدھا دو جگہ دینا کیسا؟

سُوال: کیا ایک فطرہ آدھا آدھا دو جگہ دے سکتے ہیں؟

جواب: دے سکتے ہیں، بہارِ شریعت میں ہے: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے، ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے (یعنی مکس) ہوں۔ (بہارِ شریعت، 1/940-مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ تراویح، 18 رمضان شریف 1440ھ)

6 "عَنِّی" اور "عَنَّا" میں فرق

سُوال: "اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" اس دعا کے آخری لفظ کو کوئی "عَنِّی" کہہ کر پڑھتا ہے اور کوئی "عَنَّا"، صحیح کیا ہے؟

جواب: حدیثِ پاک میں "فَاعْفُ عَنِّیْ" ہے اس کا مطلب ہے: "مجھے معاف فرما"، اگر "عَنَّا" پڑھا جائے تو اس کا مطلب ہو گا: "ہمیں معاف فرما" یعنی عَنَّا جمع کے لئے آئے گا، ویسے بھی آمین کہنے والا شاملِ دعا ہو جاتا ہے۔ یہاں حدیثِ پاک کے الفاظ "فَاعْفُ عَنِّیْ" ہی کہنا مناسب ہے۔

(مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ تراویح، 23 رمضان شریف 1441ھ)

7 شوّال کے نفل روزوں میں قضا کی نیت کرنا کیسا؟

سُوال: جن عورتوں کے رَمَضانُ المبارک کے فرض روزے کسی عذر کی وجہ سے رہ جاتے ہیں، کیا وہ شوّالُ المکرم کے 6 نفل روزوں میں ان قضا روزوں کی نیت کر سکتی ہیں؟

جواب: قضا روزوں کے ساتھ نفل روزہ نہیں ہو گا لہٰذا قضا روزے اور شوّال کے نفل روزے الگ الگ رکھے جائیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، 1/197-مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ تراویح، 20 رمضان شریف 1441ھ)

8 بچّے عیدی کی رَقم کا کیا کریں؟

سوال: عید کے دِن چھوٹے بچوں کو جو عیدی ملتی ہے، وہ اُسے کیسے اِستعمال کریں؟

جواب: عید کے دِن بچوں کو جو عیدی ملتی ہے بچے ہی اُس کے مالک ہوتے ہیں۔ کبھی بچہ خود سمجھدار ہوتا ہے تو اپنے پاس کچھ نہ کچھ پیسے محفوظ کر لیتا ہے۔ بچے اپنی عیدی اپنے والد صاحب کے پاس بھی جمع کروا سکتے ہیں۔ سرپرست کو بھی چاہئے کہ بچّوں کی عیدی اپنے پاس محفوظ رکھے یا ان پیسوں سے بچوں کو کوئی چیز دِلا دے۔

(مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ عشا، پہلی شوّال شریف 1441ھ)

9 گھر میں لگے درخت کٹوانا کیسا؟

سُوال: میں ایک گھر خریدنا چاہ رہا ہوں مگر اس گھر کے درمیان میں ناریل کا درخت لگا ہوا ہے، اس کو کٹوانا کیسا رہے گا؟

جواب: درخت کٹوانا شرعاً جائز ہے۔ بعض لوگ گھروں میں موجود ناریل وغیرہ کا درخت یا لٹکی ہوئی شاخوں کو کاٹتے ہوئے ڈرتے ہیں گویا جنات کی فوج ان پر حملہ کر دے گی یا جن کا پورا خاندان تیار بیٹھا ہوا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ تم نے اس درخت کو ہلایا تو ہم تمہیں ہلانا شروع کر دیں گے!

یاد رکھئے! درخت پر جنات کا ٹھکانا ہو یہ ضروری نہیں۔ دنیا میں روزانہ کروڑوں درخت کاٹے جاتے ہوں گے مزدور تو پورے کے پورے جنگل کاٹ ڈالتے ہوں گے، مگر جنات انہیں تنگ کیوں نہیں کرتے؟ اسی طرح گھروں میں لکڑی کے دروازے ہوتے ہیں، یہ کہاں سے آتے ہیں؟ یقیناً درختوں کو کاٹا جاتا ہے جن کی لکڑی سے دروازے، فرنیچر، میز اور کرسیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ بہر حال اگر آپ وہم کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ آزمائش میں مبتلا ہو جائیں، لہٰذا وہم نہیں کرنا چاہئے، اللہ کریم حفاظت کرنے والا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ عشا، 8 شوّال شریف 1441ھ)

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے پانچ منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

01 نابالغ بچے کا سرپرست نے فطرہ ادا نہ کیا تو...

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچے کا گزرے ہوئے سالوں کا فطرہ اس کے سرپرست نے ادا نہ کیا ہو تو کیا بالغ ہونے کے بعد ان سالوں کا فطرہ نکالنا اس نابالغ پر واجب ہو گا؟ راہنمائی فرمائیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

نابالغ بچہ اگر صاحبِ نصاب ہو اور اس کا سرپرست اس کا فطرہ ادا نہ کرے تو اس صورت میں بالغ ہونے کے بعد ان گزشتہ سالوں کا فطرہ اب اسی بچے پر لازم ہو گا۔ اور اگر نابالغ خود صاحبِ نصاب نہیں تھا تو بالغ ہونے کے بعد اس پر ایسے صدقہ کی ادائیگی واجب نہیں۔

(ردالمحتار مع الدرالمختار، 3/365- بہار شریعت، 1/936)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

02 زکوٰۃ کے پیسوں سے پُل اور پانی کا کنواں بنوانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ گلگت بلتستان کی طرف دور دراز دیہات میں ایک جگہ ہے جہاں پہاڑوں پر دو گاؤں کے درمیان ایک ندی بہتی ہے جس میں ویسے ہی گزرنا ممکن نہیں پانی بہت تیز بہتا ہے، تو اہلِ علاقہ نے سوچا کہ ہم اپنی مدد آپ کے تحت صرف پیدل گزرنے کے لئے لکڑی کا پُل اس کے اوپر بنوا لیتے ہیں، کیونکہ وہاں شدید حاجت ہے، دوسرا راستہ اختیار کرنے میں مشکل بھی زیادہ ہے اور ٹائم بھی زیادہ لگتا ہے۔ سوال یہ پوچھنا ہے کہ کیا زکوٰۃ کی رقم سے وہاں پر پُل تعمیر کرواسکتے ہیں؟ اسی طرح زکوٰۃ کے پیسوں سے غریب آدمیوں کے لئے پانی کا کنواں نکلواسکتے ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر علاوہ زکوٰۃ صاف رقم سے پل کی تعمیر کرنا ممکن ہے تو پھر زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں ہو گا فقہائے کرام نے پل وغیرہ مفادِ عامہ کے ان کاموں کے لئے حیلۂ شرعی کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے زکوٰۃ استعمال کرنے کی اجازت اس وقت دی ہے جہاں زکوٰۃ کے علاوہ صاف پیسوں کا بندوبست نہ ہو رہا ہو اور ان کاموں کی حاجت بھی شدید ہو۔

زکوٰۃ میں تملیک (یعنی فقیرِ شرعی کو مالک بنانا) شرط ہے اور کنواں کھدوانے اور پل تعمیر کروانے میں تملیک نہیں پائی جاتی اس موقع پر جب زکوٰۃ لگانا جائز ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زکوٰۃ کی رقم کا فقیرِ شرعی کو مالک بنادے، پھر وہ فقیر اپنی مرضی سے کنواں کھدوالے یا پل تعمیر کروالے، اس سے زکوٰۃ دینے والے اور فقیر دونوں کو ثواب ملے گا۔ (تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، 1/251- مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر، 1/222- بہار شریعت، 1/890)

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

03 روزے کی حالت میں دھونی لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے

* محقق اہل سنّت، دار الافتاء اہل سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

میں کہ ہم نے ایک باشرع عامل سے کچھ تعویذات لئے۔ ان میں ایک تعویذ کچھ نقوش پر مشتمل تھا، آیاتِ قرآنی نہیں تھیں، جس کے متعلق عامل صاحب نے کہا تھا کہ یہ مغرب سے کچھ دیر پہلے کوئلوں پر رکھ کر اس کے دھوئیں کی دھونی لینی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم روزے کی حالت میں اس تعویذ کو کوئلوں پر جلاکر اس کے دھوئیں کی دھونی لے سکتے ہیں یا نہیں؟(سائلہ:اسلامی بہن)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

روزے کی حالت میں دھواں قصداً حلق سے داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا روزے میں دھونی نہیں لے سکتے۔

روزہ یاد ہوتے ہوئے، جان بوجھ کر دھواں گلے میں کھینچنے کے متعلق ردالمحتار مع الدرالمختار میں ہے:"لو ادخل حلقه الدخان افطر (ای بایّ صورة كان الادخال حتی لو تبخر بخورة و آواه الی نفسه و اشتمه ذاكرًا الصومه، افطر لامكان التحرز عنه)"ترجمہ: اگر کسی نے اپنے حلق میں دھواں داخل کیا، تو روزہ ٹوٹ جائے گا یعنی دھواں داخل کرنا جس طرح بھی ہو، یہاں تک کہ اگر خوشبو سلگ رہی تھی اور اس نے اپنے قریب کرکے روزہ یاد ہوتے ہوئے دھوئیں کو کھینچا، تو روزہ ٹوٹ جائے گا، کیونکہ اس سے بچنا ممکن تھا۔(ردالمحتار مع الدرالمختار، 3/421)

بہارِ شریعت میں ہے:"اگر خود قصداً دھواں پہنچایا تو فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو، یہاں تک کہ اگر کی بتی وغیرہ خوشبو سُلگتی تھی، اُس نے منہ قریب کرکے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔"(بہار شریعت، 1/988)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

04 وقت سے پہلے افطار کرنے پر روزے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر روزے دار نے غلطی سے ٹائم سے پہلے ہی افطار کرلیا، جبکہ اسے روزہ دار ہونا یاد بھی تھا۔ تو کیا اس کا وہ روزہ ادا ہو جائے گا؟ راہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اس شخص کا وہ روزہ ادا نہیں ہوا، لہٰذا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس روزے کی قضا کرے اور آئندہ اس معاملے میں احتیاط سے کام لے البتہ اس صورت میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہوگا۔(المختصر القدوری، ص97- بہار شریعت، 1/989- وقار الفتاویٰ، 2/434 ملخصاً وملتقطاً)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

05 جس دن سفر پر جانا ہو اس دن کے روزے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کی عرب شریف کی روانگی ہو اور تقریباً دن بارہ بجے کی اس کی فلائٹ ہو، تو کیا اس صورت میں اسے اس دن کا روزہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی؟ جبکہ لمبے سفر کے باعث طبیعت پر اثر پڑنے اور قے ہونے کا بھی اندیشہ ہو؟ راہنمائی فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر کوئی شخص صبح صادق کے وقت مسافرِ شرعی نہ ہو بلکہ اسے دن میں سفر کرنا ہو تو یہ سفر آج کے دن کا روزہ چھوڑنے کے لیے عذر نہیں بنے گا، اس دن کا روزہ رکھنا فرض ہوگا۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اس سفر کی وجہ سے، یونہی بیان کردہ خدشات کی بنا پر، چھوٹی موٹی طبیعت کی خرابی کے سبب اس دن کا روزہ چھوڑنے کی ہرگز اجازت نہیں جب تک کہ مرض کی وہ کیفیت ثابت نہ ہو جائے جس کو شریعت نے روزہ توڑنے یا نہ رکھنے کی رخصت قرار دیا ہے۔(البحر الرائق، 2/492- الاختیار لتعلیل المختار، 1/173- بہار شریعت، 1/1003- فتاویٰ نوریہ، 2/201، 202)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

رمضان المبارک اللہ پاک کی رحمت سے روح کو پاکیزہ کرنے اور تقویٰ اور پرہیز گاری دلانے والامہینا ہے، روزوں اور فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ تراویح کی سنّت، نوافل کی کثرت اور تلاوتِ قراٰنِ کریم وغیرہ کے ذریعے اس مبارک مہینے میں خوب نیکیاں اکٹھی ہوتی ہیں۔

ہم جس پیارے اورآخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کلمہ پڑھتے ہیں، ان کے متعلق مؤمنوں کی امی جان حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: جب ماہِ رَمَضان تشریف لاتا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا رنگ مبارک مُتَغَیَّر ہو جاتا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نَماز کی کثرت فرماتے اور خوب گڑ گڑا کر دُعائیں مانگتے اور اللہ پاک کا خوف آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر طاری رہتا۔[1] بلکہ آپ تو یہاں تک فرماتی ہیں کہ ”اس مبارک مہینے کے تشریف لاتے ہی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عبادت پر کمربستہ ہو جاتے اور سارا مہینا اپنے بسترِ منوّر پر تشریف نہ لاتے۔“[2] آپ مزید فرماتی ہیں: جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رات کو زندہ کرتے (یعنی شب بیداری فرماتے) اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور عبادت میں خوب کوشش کرتے۔[3]

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اعتکاف پر اس قدر استقامت رہی کہ مدینۂ پاک تشریف لانے کے بعد اپنے وصالِ ظاہری تک ہر سال رمضانُ المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا۔[4] یہاں تک کہ دو مواقع ایسے بھی آئے کہ جب رمضانُ المبارک میں اعتکاف نہ کرسکے تو ان کے بدلے ایک بار شوال المکرم میں دس دن اور دوسری بار اگلے رمضان کے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔[5]

اے عاشقانِ رسول! مختلف نیکیوں کے ذریعے جہاں اس ماہِ محترم کی برکتیں اللہ کے بہت سے بندے حاصل کر رہے ہیں وہیں اپنی دنیا اور آخرت کی بہتری کے لئے ہمیں بھی دن رات کوشش

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

کرکے بھلائی والے کاموں کو زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئے، نیز ہمیں اپنا یہ ذہن بھی بنانا چاہئے کہ اعتکاف ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری سنتِ مبارکہ ہے، لہٰذا ہم بھی اعتکاف کریں گے، کیونکہ عاشقوں کی تو دُھن یہی ہوتی ہے کہ فُلاں فُلاں کام ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کیا ہے بس اسی لئے ہمیں بھی کرنا ہے۔ ہر سال نہ سہی کم از کم زندگی میں ایک بار تو ادائے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ادا کرتے ہوئے پورے ماہِ رَمَضانُ الْمُبارک کا ہم اِعتِکاف کریں۔ جبکہ شبِ قدر کی تلاش کے لئے آخری دس دنوں کے اعتکاف کی تو ہمیں ہر سال ہی سعادت حاصل کرنی چاہئے۔

بعض لوگ جوش میں آکر اعتکاف تو کرلیتے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں، تلاوتِ کلامِ مجید بھی کرتے ہیں مگر علمِ دین سے دوری کے سبب بہت ساری غلطیاں بھی کررہے ہوتے ہیں، بسا اوقات تو ایسے کام بھی کرلیتے ہوں گے کہ جن سے ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہو گا، نمازوں میں ایسی غلطیاں کرلیتے ہوں گے کہ جن کے سبب ان کی نمازیں واجبُ الاِعادہ یا فاسِد ہی ہو جاتی ہوں گی۔ اس بات کو یوں سمجھئے کہ کاروبار میں پیسا بھی لگایا اور وقت بھی صرف کیا، مگر کچھ غلطیاں ایسی کیں کہ جن کی وجہ سے پروفٹ ہاتھ آنا تو دور کی بات وقت ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ کیپیٹل بھی برباد ہو گیا۔

اللہ پاک کی رحمت ہے کہ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں جو اعتکاف کا سلسلہ ہوتا ہے، اس میں فرض علوم سکھائے جاتے ہیں، نمازوں کو درست کروانے کی کوشش کی جاتی ہے، قراٰنِ کریم صحیح مَخارِج کے ساتھ پڑھنا سکھایا جاتا ہے، بہت ساری دعائیں یاد کروائی جاتی ہیں، اَخلاقی اور شرعی تربیت کا ایک بہترین اہتمام ہوتا ہے، معتکفین کی ایک تعداد ہوتی ہے جو اپنا قیمتی وقت ایک جدول اور سِسٹم کے تحت گزار کر اعتکاف کے ذریعے بے شمار فوائد و ثمرات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ دعوتِ اسلامی کے تحت اعتکاف کرنے والے جہاں مختلف عبادتوں کی سعادتیں پاتے ہیں وہیں علمِ دین کے نور سے اپنے دلوں کو بھی روشن کرتے ہیں۔

اسی اجتماعی سنت اعتکاف کی برکت سے کئی اسلامی بھائیوں کے دلوں میں علمِ دین سیکھنے کا مزید جذبہ پیدا ہوتا ہے، مُفتی فضیل رضا عطاری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ کے دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہونے کا سبب بھی اِعتِکاف ہی بنا، یہ پہلے مدرسۃُ المدینہ برائے بالغان میں پڑھنے آتے تھے، پھر انہوں نے دعوتِ اسلامی کے عالمی مَدَنی مَرکز فیضانِ مدینہ (کراچی) میں ہونے والے اِجتماعی اِعتِکاف میں شرکت کی۔ اِس اِعتِکاف کی بَرَکت سے ان پر ایسا رنگ چڑھا کہ انہوں نے دَرسِ نظامی (یعنی عالم کورس) شروع کر دیا اور آج اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے دارالافتاء اہلسنّت کے مفتی اور مُصدِّق ہیں۔

ایک وقت تھا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنے والے بھی بہت کم لوگ ہوتے تھے، یہ دعوتِ اسلامی کا واقعی مدنی انقلاب ہے کہ دعوتِ اسلامی نے لوگوں کو ماہِ رمضان کے آخری عشرے کے اعتکاف کا ذہن دینا شروع کیا، الحمدللہ! اس سے اعتکاف کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا، اور اب اللہ کے کرم سے ہزارہا ہزار اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کے تحت ماہِ رمضانُ المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے ہیں۔ پھر ایک وقت آیا کہ امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ نے دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کو پورے ماہ رمضانُ المبارک کے اعتکاف کروانے کی ترغیب دلائی، اللہ کے کرم سے اس کا بھی سلسلہ شروع ہوا اور آج پورے ماہ رمضانُ المبارک کا اعتکاف ملک و بیرونِ ملک دعوتِ اسلامی کی ایک اہم سَرگرمی بن چکا ہے۔

میری تمام عاشقانِ رسول سے **فریاد** ہے! اس ماہِ مبارک کی برکتوں کو سمیٹنے کے لئے دیگر مختلف عبادات کے ساتھ ساتھ سنت اعتکاف ضرور کیجئے، نیز بالخصوص اعتکاف کے متعلق اور بالعموم ماہِ رمضانُ المبارک کے فضائل و مسائل کو جاننے کے لئے میرے شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت کی کتاب "فیضانِ سنت" جلد اوّل کا باب "فیضانِ رمضان" ضرور پڑھئے، اللہ پاک ہمیں اس ماہِ مبارک کی خوب برکتیں نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) شعب الایمان، 3/310، حدیث: 3625 (2) در منثور، 1/449 (3) مسلم، ص598، حدیث: 1174 (4) بخاری، 1/664، حدیث: 2026- شرح بخاری لابن بطال، 4/181 (5) بخاری، 1/671، حدیث: 2041- ترمذی، 2/212، حدیث: 803 ملتقطاً۔

یکسوئی
(Concentration)

مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی*

حضرت ابو بکر شِبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو الحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو انہیں بڑی دل جمعی (کامل توجہ، یکسوئی) اور خاموشی سے ایک کونے میں بیٹھا پایا کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ حرکت نہیں کر رہا تھا۔ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: آپ نے ایسا سکوت اور مُراقبہ (گردن جُھکا کر مکمل توجہ سے غور و فکر کرنا۔ Meditation) کہاں سے سیکھا؟ فرمایا: ہمارے پاس ایک بلی تھی اس سے سیکھا ہے، جب وہ شکار کا ارادہ کرتی تو چوہے کے بِل(Rathole) کے پاس اس طرح گھات (Ambush)لگا کر بیٹھتی کہ اس کا ایک بال بھی حرکت نہ کرتا۔[1]

اس واقعے سے ایک بات تو یہ پتا چلی کہ انسان سیکھنا چاہے تو جانوروں اور پرندوں سے بھی سیکھ سکتا ہے جیسے شیر سے بہادری، چیتے سے پُھرتی، اونٹ سے استقامت و برداشت، کتے سے وفاداری، مُرغی سے توکل وغیرہ۔ اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ کسی بھی مقصد میں اچھی کامیابی کے لئے یکسوئی، دل جمعی اور بھرپور توجہ کا ہونا بہت ضروری ہے چاہے وہ مقصد دنیاوی ہو یا اُخروی! مثلاً

- جس کتاب کا مطالعہ (Study) جتنی یکسوئی سے کیا جائے اتنا ہی اسے سمجھنا اور یاد رکھنا آسان ہو گا اور کتاب بھی جلدی مکمل ہو جائے گی۔
- قراٰنِ پاک حفظ کرنے والا ہر طرف سے بے نیاز ہو کر پوری توجہ سے سبق یاد کرے تو اچھا اور مضبوط حافظ بنے گا۔
- تلاوتِ قراٰن کرتے وقت توجہ صرف اور صرف تلاوت پر ہو گی تو کلامِ الٰہی پڑھنے میں رُوحانی سُرور اور لطف بھی آئے گا اور اگر ترجمہ و تفسیر بھی ساتھ پڑھ رہے ہوں گے تو پیغامِ قراٰن زیادہ سمجھ میں آئے گا۔ حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب تک تمہارے دل قراٰنِ پاک کی تلاوت پر جمے رہیں تب تک پڑھتے رہو ورنہ چھوڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔[2] اسی طرح حمد و نعت سننے کا معاملہ ہے۔
- کلاس میں کوئی دینی سبق کو 100 فیصد سمجھ جاتا ہے تو کوئی 80 فیصد اور کسی کو 60 فیصد سبق سمجھ میں آتا ہے حالانکہ سب ایک ہی وقت میں ایک ہی ٹیچر سے پڑھ رہے ہوتے ہیں، اس فرق کی جہاں اور کئی وجوہات ہیں وہیں یکسوئی میں کمی بیشی بھی اہم سبب ہے، جو طالبِ علم دورانِ سبق نہ کسی سے بے کار بات کرتا ہے، نہ موبائل میں مصروف ہوتا ہے، نہ کلاس روم کے باہر آنے جانے والوں کو دیکھتا ہے، نہ اس کا دماغ کلاس

کتابِ زندگی

* اسلامک اسکالر، رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

روم سے باہر بازار یا گھر پہنچا ہوتا ہے بلکہ اس کی توجہ صرف اور صرف ٹیچر کی طرف ہوتی ہے اس کا سبق بھی اتنا ہی مضبوط ہوتا ہے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں جب صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تو دیکھنے والوں نے بتایا کہ وہ اتنی توجہ سے بغیر کسی حرکت کے بیٹھے ہوتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں جو ہلنے سے اُڑ جائیں گے۔ اس طرح دینی بیان سننے، اسلامی احکامات سیکھنے کا معاملہ ہے۔

❁ نماز میں مخلوق سے منہ موڑ کر صرف اور صرف خالقِ کائنات کی یکسوئی سے عبادت خشوع و خضوع کا مقصد ہے، اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں نصیحت فرمائی: تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تُو اسے دیکھ رہا ہے اگر تُو اسے نہیں دیکھ سکتا تو وہ تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔[3] امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: مسجد سے مقصود عبادتِ الٰہی میں یکسوئی اور خُشُوع و خُضُوع ہے۔[4]

❁ جس سے کچھ مانگا جائے اپنی ساری توجہ اس کی طرف رکھنا کامیابی کے لئے ضروری ہے، چنانچہ دعا کے آداب میں اہم ترین ادب یہ بھی ہے کہ ہر وہ کام چھوڑ دیا جائے جو دعا مانگنے والے کی توجہ اپنے سوال اور جواب عطا فرمانے والے ربِّ کائنات سے ہٹائے، دعا میں جان بوجھ کر ہم قافیہ و ہم وزن جملے استعمال کرنے سے غالباً اسی لئے روکا گیا ہے کہ اس سے یکسوئی ختم ہوتی ہے اور رِقّت جاتی رہتی ہے۔

❁ اسی طرح اَوراد وَوظائف میں یکسوئی زیادہ بہتر ہے۔

❁ لکھاری (Writer) جتنی یکسوئی کے ساتھ کام کرے گا اتنی اس کی تحریر جاندار و شاندار ہو گی۔

❁ یونہی دنیاوی کاموں میں سے مختلف جاب، کاروبار، ڈرائیونگ، واٹس اپ وغیرہ بھیجنے (یعنی جس کو بھیجنا ہے اسی کو بھیجنے کے لئے)، مریض کا آپریشن کرنے، فیکٹری کا نظام چلانے اور سیکورٹی وغیرہ میں یکسوئی ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح غور و فکر کر کے آپ بھی کئی مثالیں جمع کر سکتے ہیں۔ بہر حال جب کام اچھا ہو گا تو اس کا بدلہ (Reward) بھی اچھا ملے گا۔

یکسوئی نہ ہونے کا نقصان اگر کوئی بھی کام یکسوئی کے بجائے بے توجہی سے کیا جائے تو اس میں کامیابی کا امکان بھی کم ہو جائے گا اور معیار (Quality) بھی گر سکتا ہے، بلکہ سیکورٹی، میڈیکل سرجری، ڈرائیونگ، خطرناک اور جان لیوا کیمیکل سنبھالنے، الیکٹریکل یا گیس وائرنگ جیسے کاموں میں کوتاہی سے کسی کی جان بھی جا سکتی ہے۔

یکسوئی کیسے حاصل کی جائے؟ اس کے لئے ہر اس چیز سے پرہیز کیا جائے جو یکسوئی میں رکاوٹ بنے جیسے بھوک، پیاس، ٹینشن، فضول گفتگو، بلاضرورت ادھر ادھر دیکھنا، اپنے کام چھوڑ کر دوسروں کے کام میں مداخلت کرنا، ایک کام کرنے کے وقت میں دوسرے کام میں لگ جانا، الگ الگ نوعیت کے کام ایک ساتھ کرنا، بار بار موبائل پر میسجز، واٹس اپ چیک کرنا، بار بار فیس بک یا نیوز کھول لینا، دفتر میں بیٹھ کر فون پر گھر کے مسائل حل کرنا، ترجیحات کے بغیر کام کرنا کہ جو کام زیادہ تھکانے والا ہے اسے آخر میں کرنے کے بجائے شروع میں کرنا، ایک تھکا دینے والے کام کے دوران دوسرا تھکا دینے والا کام کرنے میں لگ جانا کیونکہ جب یہ پہلے کام کی طرف واپس آئے گا تو پہلے سے زیادہ تھک چکا ہو گا، وقفہ کئے بغیر مسلسل کام کئے جانا، کام کے دوران غیرضروری ملاقاتیں کرنا، غیرضروری مصروفیات نہ چھوڑنا وغیرہ۔

بعض لوگ اپنے دفتر کے باہر یا میز پر Don't Disturb کی تختی لگا دیتے ہیں یہ بھی اچھا طریقہ ہے لیکن یہ ہدایت دوسروں کے ساتھ ساتھ اپنے دل و دماغ کے لئے بھی ہو۔ ان باتوں کو آزما کر دیکھئے، آپ کے کام کا معیار گھنٹوں کے حساب سے بہتر ہو گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ!

---

(1) احیاء العلوم، 5/131 (2) سنن کبریٰ للنسائی، 5/33، رقم: 8098 (3) مسلم، ص 33 حدیث: 93 (4) احیاء العلوم، 3/499۔

مولانا ابو الحسن عطاری مَدَنی*

(پانچویں اور آخری قسط)

حُسنِ مُعاشرت کے نبوی اصول

محترم قارئین! اب تک اس مضمون کی چار اقساط میں حسن معاشرت کے 67 اصولوں پر مشتمل فرامینِ مبارکہ پیش کئے گئے ہیں جبکہ 33 اصولوں پر مشتمل احادیثِ مبارکہ مع ترجمہ آپ اس مضمون میں پڑھیں گے۔

اصول 68: کمزوروں کے لئے کوشش کرو!

اَلسَّاعِی عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِی سَبِیْلِ اللهِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّیْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ یعنی بیوہ اور مسکین کی خدمت کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس آدمی کی مانند ہے جو رات بھر قیام کرتا ہو اور دن بھر روزہ رکھتا ہو۔[1]

اصول 69: حتّی الامکان بھائیوں کی معاونت کرتے رہو!

وَاللهُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِی عَوْنِ اَخِیْهِ یعنی جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے تب تک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔[2]

اصول 70: نقصان پہنچانے سے بچو!

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ کسی کو بلا سبب نقصان نہ پہنچاؤ اور نہ ہی بدلہ لینے میں تجاوز کرو۔[3]

اصول 71: اپنی محنت سے کماؤ!

مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا خَیْرًا مِّنْ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِهٖ وَاِنَّ نَبِیَّ اللهِ دَاوٗدَ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدِهٖ یعنی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی نے نہیں کھایا۔ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام سے اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔[4]

اصول 72: آپس میں خونریزی مت کرو!

مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السَّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا یعنی جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔[5]

اصول 73: خونی رشتوں کو جوڑو کہ یہ فراخی کا سبب ہے!

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِی رِزْقِهٖ وَیُنْسَاَ لَهٗ فِی اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ یعنی جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں اضافہ ہو، اسے اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا چاہئے۔[6]

صِلَةُ الرَّحِمِ تَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ یعنی رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک عمر میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔[7]

اصول 74: ماں باپ کا اکرام کرو!

عَنْ بَهْزِبْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ الله

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

مَن اَبَرُّ؟ قَالَ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ الاَقْرَبَ فَالاَقْرَبَ یعنی حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے سوال کیا کہ میں سب سے زیادہ حسن سلوک کس سے کروں؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: اپنی ماں سے، پھر اپنی ماں سے، پھر اپنی ماں سے، پھر اپنے باپ سے پھر درجہ بدرجہ رشتہ داروں سے۔[8]

اصول75: لوگوں کے لئے باعثِ شَر نہ بنو!

اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ یعنی اللہ کے نزدیک بدترین حیثیت کا حامل قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس کی بدسلوکی سے بچنے کے لئے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔[9]

اصول76: قرضداروں پر آسانی کرو!

كَانَ الرَّجُلُ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ یعنی ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا وہ اپنے ملازم سے کہتا جب تم کسی تنگ دست سے وصولی کرنے جاؤ تو درگزر کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگزر کرلے۔ چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا (وفات پاگیا) تو اللہ نے اس سے درگزر کا معاملہ کیا۔[10]

اصول77: حلال کماؤ اور خیر میں لگاؤ!

لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ؟ وَعَنْ جَسَدِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ؟ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَا وَضَعَهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَاذَا عَمِلَ فِيهِ؟ یعنی قیامت کے دن بندہ اس وقت تک قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک اس سے چار سوالات نہ کرلئے جائیں۔ 1 اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں گزارا؟ 2 اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں استعمال کیا؟ 3 اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ 4 اس کے علم کے بارے میں کہ اس کے مطابق کہاں تک عمل کیا۔[11]

اصول78: دنیا کی حرص و لالچ سے بچو!

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ یعنی اگر آدمی کے پاس دو وادیاں مال سے بھری ہوئی ہوں تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا۔ ابنِ آدم کے پیٹ کو سوائے مٹی کے کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔[12]

اصول79: گالی گلوچ اور قتل و غارت سے بچو!

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ یعنی مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اسے قتل کرنا کفر (یعنی کافروں جیسا عمل) ہے۔[13]

اصول80: غیر عورتوں سے کامل اجتناب کرو!

مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ یعنی میں اپنے بعد مَردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑ کر جارہا۔[14]

اصول81: عورتیں شوہروں کے حقوق کا خیال رکھیں!

اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ یعنی جو عورت اس حال میں فوت ہوئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا وہ جنّت میں داخل ہوگی۔[15]

اصول82: قدرتی فیصلوں پر راضی رہو!

اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُولُ اللّٰهُ ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ یعنی جب بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کے ٹکڑے کو لے لیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کا کیا کہنا تھا؟ وہ کہتے ہیں: اس نے تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْن پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کیلئے جنّت میں ایک عظیم الشان گھر بناؤ اور اس کا نام بیتُ الحمد رکھو۔[16]

اصول83: انجام پر نظر لازمی رکھو!

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ یعنی اعمال کی قبولیت کا انحصار خاتمہ پر ہے۔(17)

اصول84: بچوں، ملازموں حتّٰی کہ استعمالی چیزوں کا بھی اکرام کرو!

لَا تَدْعُوا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلٰی اَوْلَادِکُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلٰی خَدَمِکُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلٰی اَمْوَالِکُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللہِ سَاعَۃَ نَیْلٍ فِیْھَا عَطَاءٌ فَیَسْتَجِیْبَ لَکُمْ یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے خدام اور اپنے اموال کے لئے بددعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم دعا کرتے وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کی اس گھڑی کو پالو جس میں تمہاری بُری دعا قبول ہو جائے (پھر تم پچھتانے لگو)۔(18)

اصول85: غلطی پر اصرار نقصان دہ جبکہ اعتراف و رجوع اصل کامیابی ہے!

کُلُّ بَنِی آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ یعنی ہر آدمی محلِ خطاء ہے اور خطا کاروں میں بہتر وہ ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہیں۔(19)

اصول86: تیسرے کے سامنے دو کی سرگوشی باعثِ فتنہ ہے!

اِذَا کَانُوْا ثَلَاثَۃٌ فَلَا یَتَنَاجَی اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ یعنی جب تین لوگ ایک جگہ بیٹھے ہوں تو ان میں سے دو افراد تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں کھسر پھسر نہ کریں۔ (اس سے تیسرے کی دل شکنی ہوتی ہے)۔(20)

اصول87: ترجیح مال یا حسب و نسب کو نہ دو!

تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَجَمَالِھَا وَلِدِیْنِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ یعنی کسی عورت سے چار چیزوں کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال، حسب و نسب، حسن و جمال یا دین کی وجہ سے۔ تم دین والی کو ترجیح دو۔(21)

اصول88: عیادت اور تیمارداری میں ہمیشہ بھلا چاہو!

مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَحْضُرْ اَجَلُہٗ فَقَالَ عِنْدَہٗ سَبْعَ مِرَارٍ اَسْاَلُ اللہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ اِلَّا عَافَاہُ اللہُ مِنْ ذٰلِکَ الْمَرَضِ یعنی جو کسی ایسے مریض کی عیادت کرے جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو پھر اس کے پاس سات مرتبہ یہ پڑھے: ”اَسْئَلُ اللہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ“ میں عظمت والے اللہ، عرشِ عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے، تو اللہ تعالیٰ اس بیماری سے اسے شفا عطا فرماتا ہے۔(22)

اصول89: علاج ڈھونڈو! کیونکہ ہر بیماری کی دوا ہے

لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِیْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَاَ بِاِذْنِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ یعنی ہر بیماری کی دوا ہے، جب دوا بیماری تک پہنچا دی جاتی ہے تو اللہ پاک کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔(23)

اصول90: علم کو فروغ دو!

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔(24)

اصول91: راستوں کی تکلیفیں دور کرو!

لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا یَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّۃِ فِیْ شَجَرَۃٍ قَطَعَھَا مِنْ ظَھْرِ الطَّرِیْقِ کَانَتْ تُؤْذِی الْمُسْلِمِیْنَ یعنی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو جنت میں مزے سے پھرتے دیکھا، اس سبب سے کہ اس نے راستہ کے کنارے سے ایک ایسا درخت کاٹ دیا تھا جو لوگوں کے لئے باعثِ تکلیف تھا۔(25)

اصول92: منصب اور احوال کی رعایت کرو!

یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ یعنی سوار شخص پیدل کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرنے میں پہل کرے۔(26)

اصول93: فتنے اور بدامنی کے بنیادی اسباب کو کنٹرول کرو!

مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ، وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ یعنی جو مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت

دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔[27]

اصول94: باپ کی عزّت و فرماں برداری کرو!

رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ یعنی رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضامندی میں ہے اور رب تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔[28]

اصول95: ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی نفاست کے اسباب بھی اختیار کرو!

اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَكَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا یعنی تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو، کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل رہ جائے گا؟ صحابہ نے عرض کیا: بالکل نہیں رہے گا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہی ہے۔ اللہ ان کے ذریعے خطاؤں کو مٹاتا ہے۔[29]

اصول96: صفائی ستھرائی اپناؤ!

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ یعنی طہارت نصف ایمان ہے۔[30]

اصول97: بھلائی اور تعاونِ خیر کے ذرائع مت روکو!

مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ اِلَّا ابْتَلَاهُمُ اللهُ بِالسِّنِيْنَ یعنی کوئی قوم جب زکوٰۃ دینا بند کر دیتی ہے تو اللہ اسے قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔[31]

اصول98: خیانت بہت بڑی محرومی ہے!

اِنَّ اللهَ يَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِيْكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَاِذَا خَانَهٗ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کسی چیز یا کاروبار میں شریک دو افراد جب تک ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کریں تب تک ان کے ساتھ تیسرا میں ہوتا ہوں، مگر جب کوئی ایک خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔[32]

اصول99: معاشرتی تباہی کے اسباب سے بچو!

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ یعنی سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو۔ عرض کیا گیا: یارسولَ اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، کسی شخص کو ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، جنگ کے دن میدانِ جنگ سے بھاگنا، پاک دامن اور بھولی بھالی مؤمنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔[33]

اصول100: برائی کی آمیزش سے بھلائی کو بے فائدہ نہ کرو!

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ یعنی جو روزے دار گناہ کی بات اور گناہ کا کام کرنے سے باز نہیں آتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔[34]

---

(1) بخاری، 3/511، حدیث: 5353 (2) مسلم، ص1110، حدیث: 6853
(3) مسند امام احمد، 1/672، حدیث: 2867 (4) بخاری، 2/11، حدیث: 2072
(5) بخاری، 4/433، حدیث: 7070 (6) مسلم، ص1062، حدیث: 6524
(7) معجم کبیر، 8/261، حدیث: 8014 (8) ابوداؤد، 4/433، حدیث: 5139
(9) بخاری، 4/108، حدیث: 6032 (10) بخاری، 2/470، حدیث: 3480
(11) سنن دارمی، 1/145، حدیث: 539، معجم کبیر، 20/60، حدیث: 111
(12) بخاری، 4/228، حدیث: 6436 (13) بخاری، 1/30، حدیث: 48
(14) بخاری، 3/431، حدیث: 5096 (15) ترمذی، 2/386، حدیث: 1164
(16) ترمذی، 2/131، حدیث: 1023 (17) بخاری، 4/274، حدیث: 6607
(18) ابوداؤد، 2/126، حدیث: 1532 (19) ترمذی، 4/224، حدیث: 2507
(20) بخاری، 4/185، حدیث: 6288 (21) بخاری، 3/429، حدیث: 5090
(22) ابوداؤد، 3/251، حدیث: 3106 (23) مسلم، ص933، حدیث: 5741
(24) ابن ماجہ، 1/146، حدیث: 224 (25) مسلم، ص1081، حدیث: 6671
(26) بخاری، 4/166، حدیث: 6234-6233 (27) بخاری، 4/240، حدیث:
6474 (28) ترمذی، 3/360، حدیث: 1907 (29) مسلم، ص263، حدیث:
1522 (30) مسلم، ص115، حدیث: 534 (31) معجم اوسط، 3/275، حدیث:
4577 (32) ابوداؤد، 3/350، حدیث: 3383 (33) بخاری، 2/242، حدیث:
2766 (34) بخاری، 1/628، حدیث: 1903۔

مقصدِ روزہ

مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی*

روزہ مسلمانوں پر فرض ہے، بلا عذر اس کا ترک کبیرہ گناہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے جبکہ اس عظیم عبادت کی بجا آوری پر جنّت کی بشارت ہے۔ روزہ ایک خاص مقصد کے تحت رکھا جاتا ہے اگر ہماری اس مقصد پر نظر نہ ہو تو ہم اس عبادت کا پورا فائدہ اور ذوق نہیں پاسکتے۔ اگر ہمیں روزے کے مقصد سے آگاہی نہ ہو یا آگاہی تو ہو لیکن ہم اس مقصد کے حصول کی کوشش نہ کریں تو ہمیں ڈر جانا چاہئے کہ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا ہے: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ اُن کو ان کے روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔[1]

آیئے روزے کا مقصد، اس مقصد کی اہمیت اور اس کے حصول میں حائل رکاوٹوں اور ان کے حل پر غور کرتے ہیں:

روزے کا مقصد اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۸۳)﴾ ترجمۂ کنز العرفان: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔[2]

اس آیت میں واضح طور پر روزے کا مقصد تقویٰ حاصل ہونا بتایا گیا ہے۔ تقویٰ کا مطلب یہ بھی ہے کہ ممنوعہ چیزوں سے باز رہ کر خود کو گناہوں سے روک لیا جائے۔[3]

چونکہ تقویٰ کی بنیاد ہی باز رہنے اور رک جانے پر ہے کہ کھانا پینا دستیاب ہونے اور اس کی خواہش ہونے کے باوجود بھی روزہ دار جلوت و خلوت میں اپنی خواہش پر قابو پا جاتا ہے اور صرف حکمِ الٰہی کی تابع داری میں خود کو کھانے پینے سے روک لیتا ہے اور چونکہ خود پر قابو رکھنے اور نفس کو اللہ کے حکم کا تابع رکھنے کی یہ صلاحیت روزے کے ذریعے بھرپور انداز میں حاصل ہوتی ہے اور اس سے گناہوں کو چھوڑنا اور خواہشات کو روکا جاسکتا ہے اس لئے روزے کا انجام و مقصد تقویٰ کو کہا گیا ہے بلکہ ایک حدیثِ پاک میں تو نکاح کو بدنگاہی و پریشان نظری سے بچنے کا اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ قرار دے کر فرمایا گیا کہ جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ خواہشات ختم کر دیتا ہے۔[4]

قراٰنِ پاک میں کئی مقامات پر تقویٰ کی تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ کہیں تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت و تاکید بیان فرمائی[5] تو کہیں اسے استطاعت کے مطابق اپنانے کا حکم دیا،[6] کہیں تقویٰ و پرہیز گاری کو سب سے بہتر زادِ راہ قرار دیا[7] تو کہیں سب سے بہتر لباس،[8] کہیں اہلِ تقویٰ کو اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ اللہ ان کے ساتھ ہے[9] تو کہیں ان کیلئے جنت میں داخلے کی خوشخبری بیان ہوئی[10] اور ایک مقام پر آسمان و زمین کی برکتوں کو تقویٰ اختیار کرنے پر موقوف فرمایا۔[11] ان کے علاوہ بھی متعدد آیات اور قراٰنی مَفاہیم ہیں جن سے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

اللہ پاک کے نزدیک اہلِ ایمان کے لئے تقویٰ کا انتہائی اہم ہونا پتا چلتا ہے لہٰذا روزے سے تقویٰ جیسی اہم چیز کا حاصل ہونا بھی روزے کی اہمیت کا پتا دیتا ہے۔

مقصدِ روزہ حاصل نہ ہونے کی وجوہات روزہ رکھ کر بھی مقصدِ روزہ یعنی تقویٰ حاصل نہ ہونے کی وجوہات یہ ہوسکتی ہیں: ❁ مقصدِ روزہ ہی معلوم نہ ہونا ❁ سحری سے افطاری تک صرف بھوکا پیاسا رہنے کو ہی روزے کا مقصد سمجھ بیٹھنا ❁ مقصدِ روزہ معلوم ہونے کے باوجود اسے اہم نہ سمجھنا ❁ آدابِ روزہ میں کوتاہیاں کرتے رہنا حالانکہ روزے کے معاملے میں اس بڑی غلط فہمی کو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دور کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: روزہ اس کا نام نہیں کہ کھانے اور پینے سے باز رہنا ہو، روزہ تو یہ ہے کہ لغو و بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔[12]

لہٰذا تقویٰ کو اہم جاننے اور روزے کے ذریعے اسے پانے کی شدید جستجو و تمنا کے باوجود اگر روزے کے آداب کا خیال نہ رکھا جائے تو روزے کی نورانیت و تقویٰ نہیں ملتا جیسا کہ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: روزہ سپر یعنی ڈھال ہے، جب تک اسے پھاڑا نہ ہو۔ عرض کی گئی، کس چیز سے پھاڑے گا؟ ارشاد فرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔[13]

حل و علاج روزہ رکھ کر بھی جسے تقویٰ نہ مل پاتا ہو اس کے لئے علاج یہ ہے کہ ❁ حصولِ تقویٰ میں رکاوٹ بننے والے ان تمام اسباب کو ختم کرے جو اوپر بیان کئے گئے ہیں ❁ روزے کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کی جائے، امامُ المتکلمین مولانا نقی علی خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حق اس کا یہ ہے کہ دل کو اندیشۂ غیر سے خالی کرے اور یادِ الٰہی میں دن کاٹے[14] ❁ پیٹ کے روزے کے ساتھ ساتھ پورے جسم کے ظاہر و باطن کا بھی روزہ رکھا جائے، امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: حقیقی معنوں میں روزے کی برکتیں تو اُسی وَقت نصیب ہوں گی، جب ہم تمام اَعضا کا بھی روزہ رکھیں گے۔[15]

اہلِ علم حضرات نے قراٰن و حدیث کے کثیر مطالعے اور وسیع علمی تجربات کی روشنی میں روزے کی جو حکمتیں بیان فرمائی ہیں ان کو مدِّ نظر رکھنا بھی روزے کے مقصد کو پانے میں کامیابی کا ضامن ہوگا۔

روزے کی حکمتیں ❁ پیٹ بھرنے سے نفس قوی ہوتا ہے اور خالی رہنے سے روح میں قوت آتی ہے لہٰذا جن دنوں روزہ نہیں ہوتا تو نفس کی غذا کا جبکہ روزے والے دنوں میں روح کی غذا کا بندوبست ہوجاتا ہے ❁ روزہ پیٹ کی تمام بیماریوں کا علاج ہے، اگر کوئی ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرے تو وہ شکمی (یعنی پیٹ کے) امراض سے محفوظ رہے گا ❁ روزے سے فقر اور فاقہ کی قدر معلوم ہوتی ہے ❁ روزے میں اپنے بندہ ہونے اور رب کے مالک ہونے کا اظہار ہوتا ہے کہ ہم اپنی کسی چیز کے مستقل مالک نہیں، گھر میں سب کچھ ہے مگر رب نے روک دیا تو کچھ استعمال نہیں کرسکتے ❁ روزے سے بھوک برداشت کرنے کی عادت رہتی ہے کہ اگر کبھی فاقہ درپیش آجائے تو روزے دار صبر کرسکے گا ❁ روزے میں بھوک برداشت کرنی ہوتی ہے اس سے روح گناہوں سے باز رہتی ہے[16] ❁ روزے سے ریاضت اور نفس کُشی کی مشق ہوتی ہے ❁ شہوت اور غصہ جو کہ تمام گناہوں کی اصل اور جڑ ہیں روزے سے ان کی قوت کمزور ہوجاتی ہے ❁ اس سے شیطان کے راستے تنگ ہوتے ہیں ❁ دل کی پاکیزگی، رِقّتِ قلبی، عبادت کی لذت، انکسار، دوزخ کی یاد، شہوت کا خاتمہ اور غیر ضروری نیند سے نجات ملتی ہے۔[17]

---

(1) ابنِ ماجہ، 2/320، حدیث:1690 (2) پ2، البقرۃ:183 (3) مفردات امام راغب، ص 531 (4) بخاری، 3/422، حدیث: 5066 (5) پ5، النسآء: 131 (6) پ28، التغابن:16 (7) پ2، البقرۃ: 197 (8) پ8، الاعراف: 26 (9) پ14، النحل: 128 (10) پ24، الزمر: 73 (11) پ9، الاعراف: 96 (12) مستدرک للحاکم، 2/67، حدیث: 1611 (13) معجم اوسط، 3/264، حدیث: 4536 (14) جواہر البیان، ص91 (15) فیضانِ رمضان، ص98 (16) رسائل نعیمیہ، ص294 (17) جواہر البیان، ص73 تا 75 ماخوذاً۔

عبادت کے فوائد کہاں ہیں!

مفتی محمد قاسم عطاری*

عبادت کی اہمیت!

دینِ اسلام میں اللہ کی پہچان، اُس کا عرفان حاصل کرنے اور پھر بارگاہِ الٰہی میں مقرَّب انسان بننے کے لیے "عبادت" کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ عبادت سے انسان کا خدا سے تعلق مضبوط ہوتا، روحانی ترقی نصیب ہوتی اور ذوقِ عرفانِ الٰہی کو تسکین ملتی ہے۔ یہی اِخلاص سے بھرپور عبادت اِنسان کو خالق کے قریب کرتی اور مخلوق میں عزیز بناتی ہے۔ عبادت ہی کے لیے انسان کو زندگی بخشی گئی، چنانچہ خالقِ کائنات جَلَّ جلالہٗ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(۵۶)﴾ ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اسی لیے بنائے کہ میری عبادت کریں۔ (پ27، الذاریات:56)

عبادات کے فوائد!

عبادات کے بے شمار فوائد ہیں، چنانچہ نماز کے متعلق قرآنِ مجید میں فرمایا گیا: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِؕ﴾ ترجمہ: بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔ (پ21، العنکبوت:45) نماز کے اِس فائدے کے علاوہ، اِس کی پابندی فرد میں احساسِ ذمہ داری اور پابندیِ وقت کی عادت پیدا کرتی ہے، دل کے اطمینان اور روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ روزے کا فائدہ یہ بیان فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۱۸۳)﴾ ترجمہ: تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ (پ2، البقرۃ:183) روزہ ضبطِ نفس کی عملی تربیت ہے اور اِس کے علاوہ روزہ رکھنے سے غریبوں کے فقر و فاقہ کی تکلیف اور بھوک کی اذیت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ الغرض! مختلف عبادات دینی فوائد کے ساتھ ساتھ بے شمار دنیاوی فوائد پر مشتمل ہوتی ہیں۔

ہمیں عبادت کے فوائد نظر کیوں نہیں آتے!

یہاں ایک سوال فوراً ذہن میں ابھرتا ہے کہ جو فوائد قرآن و حدیث اور علمائے اُمّت نے بیان کیے ہیں، وہ ہمیں اپنے اِردگرد نظر کیوں نہیں آتے! نماز نے بے حیائی اور بری بات سے روکنا تھا مگر نمازی تو مسجد سے باہر آتے ہی زبان کی لگام شیطان کو تھما دیتا ہے، جیسا نماز سے پہلے تھا ویسا ہی بعد میں ہے، روحانیت بڑھنے کی بجائے معکوس کیفیت میں ہے، احساسِ ذمہ داری بیدار ہونے کی بجائے کم یا ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اِسی طرح روزے دار کا تقویٰ بڑھنا تھا، مگر وہ اپنے گناہوں میں ٹَس سے مَس نہیں ہوتا۔ روزے سے ضبطِ نفس کی صلاحیت پیدا ہونے کی بجائے معمول سے زیادہ غصہ نظر آتا ہے۔ یونہی جس حج نے زندگی میں انقلاب لانا، مالِ حرام سے باز رکھنا اور گناہوں کو ترک کروانا تھا، وہ حاجی حج کے بعد اُسی طرح حرام کمار ہا، گاہک کو دھوکا دے رہا اور گناہوں کی دَلدل میں دھنسا ہوا ہے۔ الغرض! عبادات کے جو فضائل و فوائد بیان کیے جاتے ہیں وہ ہمیں عام زندگی میں یوں نظر نہیں آتے جیسے کتابوں میں لکھے گئے اور اہلِ علم بیان کرتے ہیں، آخر ایسا کیوں؟

ہماری عبادتیں کیوں مؤثّر نہیں!

اوپر بیان کیے گئے سوال کا جواب یہ ہے کہ سوال میں بہت سے حقائق کو پیشِ نظر نہیں رکھا گیا۔ **پہلی حقیقت** یہ ہے کہ ان

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

عبادات کے بیان کردہ فوائد و نتائج یقینی طور پر درست ہیں، کیونکہ ہمیں ہزاروں بلکہ لاکھوں سلف صالحین اور بزرگانِ دین کی زندگی میں بہت واضح طور پر یہ تمام ثمرات و برکات نظر آتی ہیں۔ اِن عبادتوں نے بزرگوں میں نورِ ایمان، قوتِ یقین، اطمینانِ قلب، باطنی روحانیت، وقت کی قدر، تقویٰ و طہارت، فکرِ آخرت، جذبۂ ادائے حقوق، ضبطِ نفس، غریبوں کا احساس، محروموں کی خیر خواہی، دکھیوں کی غمخواری اور مالِ حرام سے بچنے کا جذبہ پیدا کیا، بلکہ اسے بڑھا کر مرتبۂ کمال تک پہنچا دیا۔ **دوسری حقیقت** یہ ہے کہ ہم بعض اوقات سوال میں قائم کردہ تأثُّر صرف اپنے شہر یا اپنے ملک کو سامنے رکھ کر بیان کرتے ہیں، جبکہ اگر دوسرے شہروں اور ملکوں کو سامنے رکھ کر غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ ہمارے آس پاس ہی کی صورت حال خراب ہے، ورنہ مجموعی طور پر عبادات اپنے فوائد پہنچا رہی ہے چنانچہ عرب اور افریقی ممالک میں یہی عبادت کے شائقین کی حالت بدر جہا بہتر ہے۔ **تیسری حقیقت** یہ ہے کہ ہمارے قرب و جوار میں بھی عبادت کے عادی اور مسجد و عُلَماء سے وابستہ افراد حلال و حرام کی تمیز اور دیگر معاملات میں دوسروں سے بہت بہتر ہوتے ہیں، جیسے تھوڑا سا غور سے مشاہدہ اور سَروے (Survey) کریں تو پتا چل جائے گا کہ لاکھوں لوگ اوپر بیان کردہ خوبیوں سے مُتَّصِف ہوتے ہیں اور اس کے پیچھے بڑا سبب عبادت کی برکت ہی ہوتی ہے۔

لیکن تین وجوہات سے لوگوں کی اِس طرف نظر نہیں جاتی، **ایک وجہ** یہ ہے کہ برے لوگوں، بری عادتوں اور "شر" کی اتنی کثرت ہے کہ اُس کے مقابلے میں تھوڑی مقدار میں "خیر" بہت کم نظر آتی ہے، لہٰذا یہاں سبب بُروں اور برائی کی کثرت ہے، نہ کہ نیکوں کی عبادت کا مفید نہ ہونا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگوں تک معلومات پہنچانے اور ذہن سازی کرنے والے سب سے بڑے ذرائع یعنی اخبار اور ٹی وی پر سیکولر اور لبرل لوگ قابض ہیں اور اُن کے زہرناک تجزیے چونکہ دین سے دور کرنے اور دین داروں کو بدنام کرنے پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لیے وہ "رائی" کو "پہاڑ" بنا کر پیش کرتے ہیں اور چند غافل نمازیوں یا بے کیف قسم کے حاجیوں کی غلطی کو ایسے پیش کریں گے کہ گویا ہر نمازی اور حاجی کا یہی حال ہے۔ یہ پروپیگنڈا (Propaganda) صرف دل کا مَیل اور باطن کی گندگی ہے، اور کچھ نہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ لوگ عبادت کے فوائد میں موجودہ زمانے کے لوگوں کا تقابل پہلے زمانے کے اولیاء کے ساتھ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً آج کے زمانے کے لوگوں میں حضرت بشر حافی، داؤد طائی، ابراہیم بن ادہم، فضیل بن عیاض رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہم اور اس طرح کے اکابرین کی روحانیت اور کردار کو پیشِ نظر رکھتے ہیں، حالانکہ یہ تقابل ہی غلط ہے زمانے کے بدلنے سے ویسے اعلیٰ نتائج کی امید رکھنا ہی عجیب ہے۔ جو بنیادی فوائدِ عبادت ہیں وہ آج بھی حاصل ہوتے ہیں، باقی اتنا بڑا ولی بننا جدا چیز ہے۔ اس کمال تک پہنچنے کے لیے عناصرِ ترکیبی ہی جدا ہوتے ہیں اور ایسے اکابرین ہمیشہ ہی قلیل رہے ہیں، پہلے بھی اور اب بھی، جیسے ہر سائنس دان آئن سٹائن اور نیوٹن نہیں ایسے ہی ہر عبادت گزار اتنا بڑا ولی نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اوپر کے تمام ترجوابات کے باوجود یہ بات تو سب کو تسلیم ہے کہ ہمارے ارد گرد کے نمازیوں اور حاجیوں کی حالت و کیفیت، عبادت سے حاصل ہونے والے اُن فوائد کے برعکس ہے جو بیان کیے جاتے ہیں، تو آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب بھی لیجیے: بات یہ ہے کہ ہمارے ملک و وطن کے بعض یا کثیر افراد میں عبادت کے مطلوبہ فوائد ظاہر نہیں ہیں یا بالفرض ہم کہیں کہ اِس وقت دنیا کے اکثر عبادت گزار ہی اِن ثمرات سے محروم ہیں، تب بھی عبادت کے فوائد کی بات اپنی جگہ پر درست ہے کیونکہ اگر لوگوں کے کردار و عمل میں وہ ایمان افروز انقلاب پیدا نہ ہوا جو ہونا چاہیے تھا، تو یہ عبادت کا قصور نہیں بلکہ اس کا سبب عبادت کی ادائیگی کے مطلوب معیار کو پورا نہ کرنا ہے۔

بے حیائی اور برائی سے روکنے والی، پابندیِ وقت اور روحانیت پیدا کرنے والی نماز کا حقیقی معیار وانداز وہ ہے جو حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے: ان تعبد اللہ کأنك تراہ فإن لم تكن تراہ فانہ يراك۔ ترجمہ: تم اللہ کی عبادت یوں کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (بخاری، 1/31، حدیث:50) غور کیجیے کہ اِس تصور کے ساتھ کتنے لوگ نمازیں پڑھتے ہیں؟ شاید نمازیوں کی زندگیاں گزر جاتی ہیں مگر ایسی نماز پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی، جبکہ یہی وہ اندازِ نماز تھا کہ جس کے فوائد، فضائل اور ثمرات ظاہر ہونے تھے، لہٰذا جب یوں نماز ادا ہی نہیں کی، تو یہ کہنا کہ "نماز زندگی میں تبدیلی نہیں لارہی" درست نہیں، کہ خامی "عبادت" میں نہیں بلکہ نمازی کے عمل میں ہے۔

اِسی طرح جس رمضان کے روزوں نے تقویٰ، ضبطِ نفس، غریبوں کی ہمدردی اور فقراء کی بھوک پیاس کا احساس پیدا کرنا تھا، وہ ایسے روزے تھے جن کے دِن میں بھوک پیاس کے ساتھ تمام اعضاء بھی گناہوں سے باز رہتے، پھر دن کے ساتھ رات تراویح و تلاوت میں گزرتی، جبکہ ہم جس رمضان سے اِن ثمرات کے اُمیدوار ہیں اُس رمضان میں روزے داروں کے دن سونے کی حالت میں یا دکان یا دفتر میں کام چوری کرتے یا حسبِ معمول ناجائز طریقے سے کاروبار کرتے یا حسبِ عادت رشوتیں لیتے دیتے گزرتے ہیں اور راتوں کا حال یہ ہے کہ نوجوانوں کی راتیں تراویح چھوڑ کر چوری کی بجلی سے کرکٹ ٹورنامنٹ میں یا رات بھر دوستوں کے ساتھ گپیں ہانکنے یا کوئی ٹی وی سیریز دیکھتے ہوئے گزرتی ہیں۔ ایسے روزے رمضان سے تقویٰ اور ضبطِ نفس کی امید قائم کرنا "کریلے کے بیج سے آم کھانے کی امید رکھنے" کے برابر ہے۔

اِسی طرح اعتکاف کی مثال ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے روحِ اعتکاف یہ ہے کہ معتکِف مخلوق سے تعلق توڑ کر خالق سے جوڑ لے۔ تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی، درود و سلام، فکرِ آخرت، علمِ دین اور رضائے الٰہی کے لیے کوشاں رہے۔ ایسا اعتکاف یقیناً حیران کُن تبدیلیاں سامنے لائے گا۔ اِس نوعیت کا معتکِف، اعتکاف کے بعد بھی نماز کا پابند اور نظروں کا محافظ رہے گا، اُس کا دل مسجد میں معلق اور یادِ الٰہی میں دھڑکتا رہے گا، جبکہ دوسری طرف ایک ایسا معتکف ہے کہ اِفطار ہوتے ہی اُس کے دوست گروپ بنا کر گپیں مارنے کے لیے اُس کے پاس مسجد پہنچ جاتے ہیں۔ اب اگلی صفوں میں تراویح کی جماعت ہو گی اور یہ معتکف اپنے گروپ کے ساتھ سیاسی، سماجی اور کرکٹ میچ کی کہانیاں سننے، سنانے میں وقت گزارتا ہو گا ایسا اعتکاف قطعاً ثمر آور ثابت نہیں ہو سکتا۔

عبادات کے غیر مؤثّر ہونے کی مثال!

مذکورہ بالا گفتگو کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر ایک ڈاکٹر کسی زکام کے مریض کو دنیا کی مہنگی اور عمدہ ترین دوائی دے کہ اِسے استعمال کیجیے، مرض یقیناً دور ہو جائے گا۔ اب وہ زکام کا مریض برف جیسے ٹھنڈے پانی سے دوائی کھائے، پھر ٹھنڈے پانی سے نہائے اور قمیص اتار کر اے سی کے بالکل سامنے لیٹ کر سو جائے اور پھر اگلے دن زکام دور نہ ہونے کی شکایت کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جا کر شکوہ کرے کہ اِتنی مہنگی اور عمدہ دوائی کے باوجود میرا زکام ٹھیک کیوں نہیں ہوا؟ تو ڈاکٹر کی طرف سے یہی جواب ہو گا کہ اِس طرح تو پوری زندگی زکام دور نہیں ہو گا، آپ دوا کے ساتھ دوا کے دیگر تقاضوں پر بھی عمل کریں تب ہی دوا مؤثر ہو گی، ورنہ دنیا کی مہنگی اور عمدہ دوائی ساری عمر بھی کھاتے رہیں تو کبھی ٹھیک نہیں ہوں گے۔

کچھ ایسی ہی حالت ہمارے اعمال کی ہے کہ حکمِ شریعت تو بے شمار فوائد و ثمرات سے بھرپور ہے لیکن ہماری عملی حالت اور انفرادی رویے اُس عبادت کی حقیقی تاثیر کو زائل کر کے ہمارے لیے اُسے بے ثمر اور غیر مفید کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی تقاضوں کے مطابق عبادت کرنے والا بنائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عظیم مصنّف

(امیر اہل سنت کی تحریری خوبیوں پر اکابر عُلَما کی آراء)

مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مَدَنی*

امیر اہل سنت کے یومِ ولادت (26 رمضان المبارک) کی نسبت سے خصوصی مضمون

حضرت سیّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: آپ اس بلند مقام پر کیسے پہنچے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کبھی بخل نہیں کیا اور دوسروں کے علم سے فائدہ حاصل کرنے سے کبھی نہیں رُکا۔[1] یقیناً علم حاصل کرنا بڑی سعادت ہے اور اُسے دوسروں تک پہنچانا اور بڑی سعادت ہے، دنیائے اسلام میں ایسی عظیم الشان ہستیاں گزری ہیں جنہوں نے اپنے علم کی خوشبو سے مسلمانانِ عالم کو خوب مہکایا اور اپنے نفع بخش علم سے پیاسی امت کو بھرپور سیر اب کیا۔ انہی نفوس قدسیہ میں سے ایک عالمی شخصیت بانیِ دعوتِ اسلامی، شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتُہم العالیہ کی ہے، آپ کی ذاتِ مبارکہ تبلیغ و اشاعتِ دین اور مسلمانوں کی اصلاحِ احوال کے لئے دنیا بھر میں معروف و مقبول ہے۔ آپ نے جس طرح عقائد و اعمال کی اصلاح کے لئے دعوتِ اسلامی کی بنیاد رکھی، اسے پروان چڑھایا اور دنیا کے کونے کونے تک پہنچایوں ہی کثیر کُتُب و رسائل تصنیف فرمائے اور اپنے علم نافع سے لاکھوں لاکھ لوگوں کے ایمان، عقیدے اور اعمال کی اصلاح و حفاظت کا بھرپور سامان فرمایا۔

آپ کے آثارِ علمیہ میں 142 کتب و رسائل کے علاوہ مفتیانِ عظام بھی ہیں اور ہزاروں عُلَمائے دین و مبلغینِ دعوتِ اسلامی بھی نیز آپ کے قائم کردہ علمی و تحقیقی ادارے جامعاتُ المدینہ اور المدینۃُ العلمیہ (Islamic Research Centre) بھی علم کا نور بانٹ رہے ہیں۔ آپ کی کئی تصانیف دنیا کی 30 سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہو کر نیکی کی دعوت کا فریضہ انجام دے رہی ہیں۔ دوسروں کو نفع دینے والے علم کی بے شمار برکات ہیں اور یہ عظیم ثوابِ جاریہ ہے، تصنیف و تالیف بھی جاری رہنے والا نفع بخش علم ہے۔ امام تاجُ الدّین سبکی رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: تصنیف و تالیف (علم سکھانے سے) زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ وہ طویل عرصے تک باقی رہتی ہے۔[2]

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت مدَّ ظلُّہُ العالی کی تصانیف مبارکہ

* فارغ التحصیل جامعۃُ المدینہ، شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

میں بہت ساری ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ان کو دور حاضر کی تصانیف سے ممتاز کرتی ہیں، یہاں ان میں سے 10 خوبیاں ذکر کی جاتی ہیں:

پہلی اور بنیادی خوبی یہ ہے کہ **شرعی اعتبار سے بہت زیادہ احتیاط برتنا** کہ کہیں کوئی مسئلہ غلط درج نہ ہو جائے، اس تعلق سے آپ کی طبیعت انتہائی حساس ہے کیونکہ تقریر ہو یا تحریر آپ شریعت کو فوقیت دیتے ہیں۔ اپنی منفرد کتاب "نیکی کی دعوت" کے پیش لفظ میں خود ارشاد فرماتے ہیں: کتابِ ہٰذا کو اَغلاط سے بچانے کی بہت کوشش کی گئی ہے اور دعوتِ اسلامی کے تحت چلنے والے دارالافتاء اہلسنّت کے مفتی صاحب سے باقاعدہ شَرعی تفتیش بھی کروائی گئی ہے۔ اَلحمدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میری کوشش رہتی ہے کہ اپنی کتب ورسائل اور نعتیہ کلام کو عُلمائے کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلام کی نظر سے گزار کر ہی منظرِ عام پر لایا جائے، غلطیوں سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کوئی غلط مسئلہ چھپ جائے، لوگ اُس پر عمل کرتے رہیں اور مَعاذَ اللہ آخرت میں میری گرفت ہو جائے۔ بَہر حال اپنی کوشش پوری ہے تاہم ممکن ہے کہ غلطیاں رَہ گئی ہوں، لہٰذا اس میں اگر کوئی شَرعی غَلَطی پائیں تو برائے مہربانی بہ نیّتِ ثواب مجھے ضَرور بِالضَّرور خبر دار فرمائیں اور خود کو اجرِ عظیم کا حقدار بنائیں۔ اِن شآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ کو بلا وجہ اَڑتا نہیں شکریہ کے ساتھ رُجوع کرتا پائیں گے۔[3]

دوسری خوبی یہ ہے کہ **بات کو آسان سے آسان پیرائے میں لکھنا، عام فہم انداز میں سمجھانا اور مشکل تعبیرات و ثقیل عبارات سے حتَّی المقدور بچنا**۔ اس خوبی کے بارے میں شیخُ الحدیث مُفتی محمد اسماعیل قادری رَضَوی نُوری مَدَّ ظِلُّہُ العالی تحریر فرماتے ہیں: میں نے امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی صاحب دَامَ ظِلُّہٗ کی تالیف کردہ کتاب متعلقہ عقائد بنام "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب" از اول تا آخر پڑھنے کا شرف حاصل کیا، **یہ کتاب بہت آسان اردو زبان میں لکھی گئی ہے**، معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی بآسانی اسے پڑھ سکتا ہے۔[4] اور شرفِ مِلّت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃُ اللہِ علیہ "**فیضانِ سنت**" کے متعلق لکھتے ہیں: اس کی زبان عام فہم اور انداز ناصحانہ اور مُبلّغانہ ہے۔[5]

تیسری خوبی یہ ہے کہ **علمی وفقہی احکام ومسائل بھی خوب بیان فرمانا** جس کی بدولت عوام کے علاوہ علمائے دین متین کی بڑی تعداد ان کُتُب ورسائل سے فائدہ اٹھاتی ہے، یوں آپ کی کُتُب عام وخاص کے لئے یکساں مفید ہیں۔

چوتھی، پانچویں، چھٹی اور ساتویں خوبی یہ ہے کہ **مواد کی کثرت ہونا، حوالہ جات کی تخریج کا اہتمام کرنا، دلچسپی کے لئے حکایات وواقعات کو شامل کرنا اور اپنے بزرگوں کا تذکرۂ خیر کرنا**۔ اس تناظر میں قبلہ شیخُ الحدیث اسماعیل ضیائی صاحب اَطالَ اللہُ عُمُرَہٗ کی تقریظِ جمیل سے یہ اقتباس مُلاحظہ فرمایئے: حضرت نے اس کتاب میں وہ بیش قیمت مواد جمع کیا ہے جو سینکڑوں کتابوں کے مطالعے کے بعد ہی حاصل ہو سکتا ہے، یہ کتاب بیک وقت مسائل شرعیہ کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ تصوف وحکمت کے لئے بھی مفید ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ درجنوں موضوعات پر پیش کردہ آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی واقوالِ اکابرین کے ساتھ ساتھ دلچسپ حکایات نے اس کتاب کے حسن میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ احادیث وروایات اور فقہی مسائل کے حوالہ جات کی تخریج نے اس کتاب کو علماء کے لئے بھی مفید تر بنا دیا ہے۔ اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ حضرت نے متعدد مقامات پر اکابرین اہلسنت رَحِمَہُمُ اللہ کا ذکرِ خیر بھی کیا ہے، جس سے ان کی اپنے علماء اکابرین سے والہانہ محبت ظاہر ہوتی ہے۔ اس ذکرِ خیر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں اپنے اسلاف سے متعارف ہوتی رہیں گی۔[6]

آٹھویں خوبی یہ ہے کہ **جابجا رسول کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنتیں بیان کرکے دلوں کو یادِ مصطفےٰ میں تڑپانا اور اُمّت کو ادب واحترام کا درس دینا**۔ چنانچہ خواجۂ علم وفن حضرت علامہ

مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یہ اقوال وافعال جنہیں سنت کہتے ہیں، احادیث کریمہ، اقوالِ مشائخ اور علماءِ کرام کی کتابوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ ہزاروں ہزار فضل وکرم کی برسات ہو امیر اہلِ سنت بانی وامیرِ دعوتِ اسلامی عاشقِ مدینہ حضرت علامہ ومولانا محمد الیاس عطّار قادری رَضوی ضیائی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ پر کہ انہوں نے اِن لَعل وجَواہر اور گوہر پاروں کو چن چن کر یکجا فرمادیا اور فیضانِ سنت کے حسین نام سے موسوم کرکے یادِ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں دھڑکنے والے دلوں کی خدمت میں پیش فرمایا۔۔۔ بندہ ناچیز خود بھی اس کتاب سے اتنا متاثر ہوا کہ جب اس کا پہلا ایڈیشن مجھے ملا تو باوضو بھیگی آنکھوں سے رِحَل پر رکھ کر پڑھتا رہا اور بار بار پڑھتا رہا۔ اور اب تو یہ جدید ایڈیشن کچھ اور ہی خوبیوں کے ساتھ بن سنور کر سامنے آیا ہے۔ حوالہ جات سے مُرَصَّع تخریجات سے آراستہ اور مزید اضافات سے سجا ہوا ہے۔[7]

نویں خوبی یہ ہے کہ **تحریر میں عوام کی خیر خواہی کرنا اور ان کی تربیت کا بھرپور خیال رکھنا**۔ آسان انداز اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ بعض مشکل الفاظ استعمال کرکے خاص مقصد کے پیشِ نظر بریکٹس میں اُن کے معانی دے دیئے جاتے ہیں۔ اس بارے میں قبلہ سیدی شیخ طریقت مَدَّ ظِلُّہُ العالی فرماتے ہیں: فیضانِ سنت (جلد اول) چار ابواب اور تقریباً 1572 صفحات پر مشتمل ہے۔ دعوتِ اسلامی ایک ایسی سنتوں بھری تحریک ہے جس میں علماء وزعماء کے ساتھ ساتھ عوام کا ایک جَمِّ غَفِیر ہے۔ عوام کی سہولت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فیضانِ سنت (جلد اول) کو حتَّی الامکان آسان پیرائے میں لکھنے کی سعی (یعنی کوشش) کی ہے اور کئی مقامات پر قصداً دقیق (یعنی مشکل) الفاظ لکھ کر ہلالین میں اس کے معنیٰ بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ کم پڑھے لکھے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ کرنے میں مدد حاصل ہو۔[8]

دسویں خوبی یہ ہے کہ آپ کے **اکثر کُتُب ورسائل کے کئی کئی ایڈیشن شائع** ہوتے ہیں، بعض کتب ورسائل تو لاکھوں کی تعداد میں طبع ہوچکے ہیں بالخصوص فیضانِ سُنَّت اس معاملے میں سَرِ فہرست ہے۔ شرفِ مِلَّت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کامیابی میں جہاں حضرت امیرِ دعوتِ اسلامی مَدَّ ظِلُّہُ العالی کی شب وروز کوششوں اور ان کے بیانات کا دخل ہے وہاں فیضانِ سنّت کا بھی بڑا عمل دخل ہے، فیضانِ سنّت فقیر کے اندازے کے مطابق پاکستان میں (قراٰن پاک کے بعد) سب سے زیادہ شائع ہونے والی کتاب ہے۔[9]

یہاں سیّدی امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کی تصانیف میں پائی جانے والی 10 تحریری خوبیاں لکھی گئی ہیں مگر غور وفکر کرنے والوں پر مزید خوبیاں بھی آشکار ہوں گی۔ مختلف علوم اور گوناگوں موضوعات پر آپ کے کتب ورسائل کا وجود آپ کے عظیم صاحبِ علم، وَسِیْعُ المعلومات، مُفَکِّرِ مِلَّت اور نَبّاضِ قوم مُصَنِّف ومُؤَلِّف ہونے پر شاہد عدل ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امیرِ اہلِ سنّت زِیْدَ عِلْمُہٗ وَفَضْلُہٗ کے مطبوعہ کتب ورسائل کے صفحات کی تعداد 12ہزار سے زیادہ ہے جبکہ غیر مطبوعہ کتب ورسائل کے تقریباً 13سو صفحات اس کے علاوہ ہیں اور اسلامی شاعری کے تعلق سے دیکھا جائے تو آپ نے 300 سے زیادہ کلام تحریر فرمائے ہیں۔ عشق ومحبت اور خوف وخشیت سے لبریز آپ کا خوب صورت نعتیہ دیوان "وسائلِ بخشش" 274 کلاموں پر مشتمل ہے جن میں 28 حمد ومناجات، 169 نعت واِستِغاثے، 32 مناقب، آٹھ سلام اور 37 متفرق کلام ہیں جبکہ 22 مختلف کلاموں پر محیط آپ کا دوسرا شعری مجموعہ "وسائلِ فردوس" ہے۔

---

(1) الدر المختار، مقدمہ، 1 / 127 (2) فیض القدیر، 1 / 561، تحت الحدیث: 850 (3) نیکی کی دعوت، پیش لفظ، ص 6 (4) کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، تقریظ جلیل، ص viii (5) فیضانِ سنت جلد اول، تقریظ، ص ii (6) فیضانِ سنت جلد اول، تقریظ، ص i (7) فیضانِ سنت جلد اول، تقریظ، ص iii (8) فیضانِ سنت جلد اول، پیش لفظ، ص Vii (9) فیضانِ سنت جلد اول، تقریظ جمیل، ص ii۔

بخشش کے اسباب (قسط:04)

مولانا محمد نواز عطاری مَدَنی*

اللہ پاک کے پیارے نبی حضرت سیّدُنا داؤد علیہ السّلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ وہ لوگوں کو جمع کرے، لوگ اس خیال سے گھروں سے نکل کر جمع ہونے لگے کہ آج کوئی وعظ و نصیحت، اصلاح اور دعائیں ہوں گی لیکن جب حضرت سیّدُنا داؤد علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام تشریف فرما ہوئے تو صرف یہ دعا کی: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا یعنی اے اللہ! ہماری بخشش فرما!" یہ دعا کرکے آپ تشریف لے گئے۔ بعد میں آنے والوں نے پہلے پہنچنے والوں سے پوچھا: تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ انہوں نے کہا: حضرت سیّدُنا داؤد علیہ السّلام نے صرف ایک دعا کی اور تشریف لے گئے۔ بعد میں آنے والوں نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! ہم تو اس اُمید پر تھے کہ آج عبادت، دعا، وعظ و نصیحت اور اصلاح کا دن ہے مگر اللہ کے نبی نے تو صرف ایک ہی دعا کی ہے۔ اللہ پاک نے حضرت سیّدُنا داؤد علیہ السّلام کی طرف وحی فرمائی کہ تمہاری قوم نے تمہاری دعا کو تھوڑا سمجھا ہے، انھیں میری طرف سے یہ بات پہنچادو کہ میں جسے بخشش دیتا ہوں اس کی آخرت اور دنیا کے معاملے کو اس کے لئے سنوار دیتا ہوں۔[1] بخشش کے اسباب کے متعلق 3 فرامینِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:

1 ذِکْرُ اللہ کرنے کے سبب بخشش جو قوم کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ پاک کا ذکر کرتی ہے، تو ان کے اٹھنے سے پہلے ہی ان سے کہہ دیا جاتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ! اللہ پاک نے تمہیں بخش دیا ہے اور تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔[2] بالخصوص رمضانُ المبارک میں ذکر کرنے والے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ذَاکِرُ اللہِ فِیْ رَمَضَانَ یُغْفَرُ لَہٗ یعنی رمضان میں اللہ پاک کا ذکر کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے۔[3]

2 مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھلانے پلانے کے سبب بخشش جو اپنے مسلمان بھائی کی بھوک (اور پیاس) مِٹانے کا اِہتمام کرے کہ اسے کھلائے یہاں تک کہ اس کا پیٹ بھر جائے اور اسے پلائے یہاں تک کہ وہ سیر اب ہو جائے تو اللہ پاک اس کی بخشش فرمادے گا۔[4]

3 بخشش کی دعا کرنے کے سبب بخشش ہر رات جب آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو ہمارا رب آسمانِ دنیا کی طرف خاص تجلی فرما کر ارشاد فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں اسے قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔[5]

جاری ہے۔۔۔

(1) حلیۃ الاولیاء، 6/57، حدیث:7774 (2) معجم کبیر، 6/212، حدیث:6039 (3) شعب الایمان، 3/311، حدیث: 3627 (4) مسند ابی یعلٰی، 3/214، حدیث:3407 (5) مسلم، ص297، حدیث:758۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی

اَحکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

1 ادھار کی مدت بڑھانے پر اضافی رقم لینا کھلا سود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک گاڑی پندرہ ہزار روپے ماہانہ قسط پر آٹھ لاکھ میں خریدی مگر کچھ ہی مہینوں کے بعد زید نے بائع (بیچنے والے) سے یہ درخواست کی کہ میرے لیے پندرہ ہزار ماہانہ ادا کرنا دشوار ہے۔ اگر تم ماہانہ قسط پندرہ ہزار کے بجائے دس ہزار کر دو تو میرے لیے ادائیگی آسان ہو جائے گی۔ اس سہولت پر میں آٹھ لاکھ کے بجائے ساڑھے آٹھ لاکھ روپے کی ادائیگی کروں گا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ بائع کا اس پیشکش کو قبول کرنا جائز ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں بائع (بیچنے والے) پر لازم ہے کہ وہ گاڑی کی طے شدہ قیمت آٹھ لاکھ روپے ہی زید سے وصول کرے، اس سے ایک روپیہ بھی اوپر وصول کرے گا تو یہ مدت کے بڑھ جانے کا عوض ہو گا جو کہ سود ہے اور سود کی شدید مذمت قرآن و حدیث میں مذکور ہے۔ نیز زید پر بھی لازم ہے کہ اس نے بائع کو جو سودی پیشکش کی ہے اس گناہ سے توبہ کرے اور آئندہ اس معاملے میں احتیاط سے کام لے۔

سود کی حرمت پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ”اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سُود۔“ (پ3، البقرۃ:275)

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیرِ بغوی میں ہے: ”ان اھل الجاھلیۃ کان احدھم اذا حل مالہ علی غریمہ فطالبہ بہ فیقول الغریم لصاحب الحق: زدنی فی الاجل حتی ازیدك فی المال، فیفعلان ذلك و یقولون سواء علینا الزیادۃ فی اول البیع بالربح او عند المحل لاجل التاخیر، فکذبھم اللہ تعالی فقال: واحل اللہ البیع وحرم الربا“ یعنی زمانہ جاہلیت میں جب کسی شخص کی دین کی مدت پوری ہو جاتی تو وہ اپنے مدیون سے دَین کا مطالبہ کرتا تو مدیون اپنے دائن سے کہتا کہ میرے لیے مدت میں اضافہ کر دو تو میں تمہیں مال بڑھا کر واپس کروں گا۔ پس وہ دونوں اسی طرح کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم پر برابر ہے کہ یہ زیادتی سودے کے شروع ہی میں نفع کے ساتھ طے ہو یا پھر بعد میں اضافہ کیا جائے۔ اس پر اللہ عزوجل نے ان کی تکذیب فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ”اللہ نے حلال کی بیع اور حرام کیا سُود۔“ (تفسیر بغوی، 1/381، 382)

ادھار سودے میں مدت بڑھانے کے عوض ملنے والا اضافہ سود ہے۔ جیسا کہ النتف فی الفتاوی میں ہے: ”ان یبیع رجلا متاعا بالنسیئۃ فلما حل الاجل طالبہ رب الدین فقال المدیون زدنی فی الاجل ازدك فی الدراھم ففعل فان ذلك ربا“ یعنی ایک شخص نے ادھار سامان بیچا اور جب ادھار کی مدت پوری ہو گئی تو دائن نے مدیون سے دَین کا مطالبہ کیا مدیون نے دائن سے کہا کہ مجھے مزید مہلت دے دو میں دراہم بڑھا دوں گا یہ زیادتی سود ہے۔ (النتف فی الفتاوی، ص485)

بہارِ شریعت میں ہے: ”عقدِ معاوضہ میں جب دونوں طرف

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔" (بہارِ شریعت، 2/768)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 خریدا ہوا پلاٹ زائد قیمت پر اسی شخص کو واپس بیچنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں نے ایک پلاٹ قسطوں پر خریدا تھا لیکن ابھی اس کی قسطیں مکمل نہیں ہوئی ہیں اور اب اس کی قیمت بڑھ گئی ہے تو میں وہ پلاٹ موجودہ قیمت پر اسی شخص کو بیچ سکتا ہوں جس سے خریدا تھا؟ تمام قسطوں کی ادائیگی سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں کی وضاحت فرمادیجئے۔

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں قسطوں میں خریدا گیا پلاٹ قیمت بڑھنے پر اسی شخص کو بیچنا جائز ہے خواہ مکمل اقساط ادا کی ہوں یا کچھ اقساط باقی ہوں۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی چیز ادھار خرید کر پوری رقم ادا کرنے سے پہلے اسی شخص کو واپس بیچی جائے تو ضروری ہے کہ جتنے میں خریدی تھی، اس سے کم قیمت میں نہ بیچیں۔ جتنے میں پہلی بار خریدی تھی، اسی قیمت میں یا اس سے زائد قیمت میں اسی شخص کو بیچنا بلا کراہت جائز ہے، اس معاملے میں مکمل اقساط ادا کرنے سے پہلے اور بعد، دونوں کا حکم ایک ہی ہے لہٰذا سوال میں مذکورہ صورتِ حال میں چونکہ پلاٹ پہلی بار سے زیادہ قیمت میں فروخت کیا جارہا ہے، اس لیے یہ معاملہ جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "ولو اشتراه باكثر من الثمن الاول قبل نقد الثمن او بعده جاز" ترجمہ: اگر ثمن ادا کرنے سے پہلے یا بعد زیادہ قیمت میں خریدا تو جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، 3/132)

بہارِ شریعت میں ہے: "جس چیز کو بیع کر دیا ہے اور ابھی پورا ثمن وصول نہیں ہوا ہے اُس کو مشتری سے کم دام میں خریدنا جائز نہیں اگرچہ اس وقت اُس کا نرخ کم ہو گیا ہو۔۔۔ بائع نے اُس سے خریدی جس کے ہاتھ مشتری نے بیع کر دی ہے یا ہبہ کر دی ہے یا مشتری نے جس کے لیے اُس چیز کی وصیت کی اُس سے خریدی یا خود مشتری سے اُسی دام میں یا زائد میں خریدی یا ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد خریدی یہ سب صورتیں جائز ہیں۔" (بہارِ شریعت، 2/708)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 گریجویٹی نہ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنے ملازمین سے ملازمت کا معاہدہ کرتے وقت طے کرلیتا ہے کہ ہم بطور گریجویٹی آپ کو کوئی رقم نہیں دیں گے اور اجیر اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے اجارہ کرلیتے ہیں مگر بعد میں اجیر گریجویٹی کا مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملکی قانون یہ ہے کہ گریجویٹی فنڈ دینا ہوتا ہے لہٰذا ہم اس کے حق دار ہیں۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ اس صورت میں گریجویٹی نہ دینے کی وجہ سے زید پر حق العبد تلف کرنے کا گناہ تو نہیں ہو گا؟ نیز کیا اس صورت میں ملازمین کا گریجویٹی مانگنا درست ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں حکومت نے جو قانون عائد کیا ہے اس کی پابندی زید پر لازم ہے تاکہ قانون کی گرفت میں آنے سے محفوظ رہے لیکن زید نے جو معاہدہ اپنے اجیروں سے کیا ہے اس کے مطابق ملازمین کو شرعی اعتبار سے اب گریجویٹی مانگنے کا حق نہیں کیونکہ اصل بنیاد معاہدہ ہے جن مراعات پر معاہدہ ہوا زید پر صرف ان ہی کو پورا کرنا لازم ہے جو چیز معاہدہ میں شامل نہیں تھی زید پر اس کا پورا کرنا لازم نہیں لہٰذا ملازمین کی گریجویٹی کی رقم نہ تو زید کے ذمہ پر شمار ہو گی اور نہ ہی زید اس کے ادا کرنے کا پابند ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تاجروں کے لئے

خریدے ہوئے مال کی واپسی

مولانا عبد الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

جب دو شخص آپس میں کسی چیز کی خرید و فروخت کریں تو سودا ہو جانے کے بعد کچھ دیر وہاں ٹھہرے رہیں تاکہ خریدار چیز کو اچھی طرح دیکھ بھال لے اور تاجر پیسے گن لے، اس کا اصلی اور نقلی ہونا پرکھ لے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ بیچنے والا چیز بیچتے ہی فوراً وہاں سے رفو چکر ہو جائے اس خوف سے کہ سامنے والا عیب پر مطلع ہو کر کہیں سودا توڑ نہ دے، اس عمل میں اگرچہ دھوکا نہیں ہے مگر یہ دھوکے کی طرح ضرور ہے۔ حدیث شریف میں ہے: تاجر اور خریدار کو اختیار حاصل ہے جب تک کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، سوائے یہ کہ سودے ہی میں اختیار کی شرط ہو اور (دونوں میں سے) کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اقالہ کے ڈر سے اپنے ساتھی سے الگ ہو جائے۔

(ترمذی، 3/25، حدیث 1251)

اقالہ کسے کہتے ہیں؟ کبھی ایسی صورت حال بھی پیش آتی ہے کہ سودا ہو جانے کے بعد خریدار کو اس سودے پر ندامت ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات وہ جلد بازی میں سودا کر لیتا ہے حالانکہ اس کا دل پوری طرح مطمئن نہیں ہوا ہوتا یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز اس نے لی ہوتی ہے وہی چیز اس کے گھر کا کوئی دوسرا فرد بھی لے آتا ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ چیز واپس کرنا چاہتا ہے۔ یونہی کبھی فروخت کرنے والے کو دکھ ہوتا ہے کہ میں نے اتنی کم قیمت پر یہ چیز کیوں بیچ دی اور اسے واپس لینا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو اختیار ہے کہ آپس کی رضامندی سے سودا ختم کر دیں، بیچنے والا بکا ہوا سامان واپس لے لے اور اتنی ہی رقم واپس دے دے یا خریدار خریدا ہوا سامان واپس کر دے اور وہی رقم واپس لے لے۔ اس عمل کو شریعت کی اصطلاح میں اقالہ کہتے ہیں۔

اقالہ کی فضیلت اقالہ کرنا اگرچہ دونوں پر واجب نہیں ہے لیکن مستحب ضرور ہے، اس لئے دوسرے فریق کو چاہئے کہ سامنے والے کی بات منظور کرتے ہوئے اس پر مہربانی کرے، حدیثِ پاک میں اس کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے (اپنے سودے پر) نادم شخص سے اقالہ کیا تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کی لغزشوں کو معاف فرمائے گا۔ (سننِ کبریٰ للبیہقی، 6/44، حدیث: 11129) امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اقالہ وہی شخص کرنا چاہے گا جو اپنی خرید و فروخت پہ نادِم ہو اور اسے اس سے نقصان ہو اور کسی شخص کو یہ پسند نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اپنے بھائی کو نقصان پہنچانے کا سبب بنے۔ (احیاء العلوم، 2/105) ◎ دکانداروں کے پاس جب کوئی شخص چیز واپس کرنے آتا ہے تو بعض دکاندار تو چیز لے کر قیمت واپس کر دیتے ہیں اور کچھ قیمت تو واپس نہیں کرتے لیکن اس کے بدلے میں خریدار کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ دوسری کوئی چیز لے لے، قیمت واپس نہیں ملے گی۔ تو یہ صورت اقالہ کی نہ ہوئی بلکہ اب یہ بیع مقایضہ ہو کر ایک نیا سودا ہو گیا۔ بیع مقایضہ سے مراد وہ خرید و فروخت ہے جس میں دونوں طرف سامان ہوتا ہے، نقدی نہیں ہوتی، سامان دے کر سامان کو خریدا جاتا ہے ◎ بعض اوقات بیچنے والا چیز کچھ مہنگی بیچ دیتا ہے اور خریدار اقالہ کرنا چاہتا ہے تو اقالہ کر دینا چاہئے اور اگر بیچنے والے نے بہت زیادہ دھوکا دیا ہے تو اب اقالہ کی ضرورت نہیں تنہا خریدار ہی سودا کینسل کر سکتا ہے اگرچہ تاجر اس پر راضی نہ ہو۔ (ماخوذ از بہار شریعت، 2/737) اقالہ کی شرائط اور اس کے متعلق مزید جاننے کے لئے بہار شریعت جلد 2، ص 734 تا 738 کا مطالعہ کیجئے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ دورانِ تجارت بھی ہمیں مسلمانوں کے ساتھ سہولت اور نرمی کا معاملہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ
عربی ٹرانسلیشن ڈیپارٹمنٹ، کراچی

رضی اللہ عنہ

مولا علی کی سادگی وانکساری

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

ایک مرتبہ ایک صحابیِ رسول نے بہت پرانی چادر اوڑھی ہوئی تھی، چادر اس قدر استعمال ہو چکی تھی کہ اس کے دونوں کناروں سے دھاگے لٹک گئے تھے، ایک خادم نے عرض کی: مجھے آپ سے کچھ کام ہے، صحابی نے فرمایا: تمہیں کیا کام ہے؟ عرض کی: اس چادر کو اپنے آپ سے جُدا کر دیجئے، یہ سنتے ہی وہ صحابیِ رسول بیٹھ گئے اور چادر کا ایک کونا اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ کر رونے لگے اور اتنا روئے کہ آواز بلند ہوگئی، خادم نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس بات سے آپ کو اتنی تکلیف پہنچے گی تو چادر الگ کرنے کا نہ کہتا، صحابیِ رسول نے فرمایا: اس چادر سے میری محبت میں اضافہ ہوتا ہے یہ مجھے میرے دوست نے تحفے میں دی تھی، خادم نے پوچھا: آپ کے دوست کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: حضرت عمر فاروق۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے تحفے کو سنبھال کر رکھنے والے، اسے پہننے والے، ان کی محبت میں اضافہ کا دَم بھرنے والے صحابیِ رسول کوئی اور نہیں، بلکہ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ، شیرِ خدا حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہَہُ الکریم تھے۔ آپ جہاں بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں وہیں آپ کی ذات میں سادگی وانکساری کا پہلو بھی نُمایاں دکھائی دیتا ہے، علامہ ابنِ عبدُ البَرّ (سالِ وفات: 463ھ) فرماتے ہیں: حضرت مولا علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لباس کُھردُرا پہننے اور کھانے کے معاملے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انداز پر تھے۔[2] آیئے کھانے اور لباس کے حوالے سے مولا علی رضی اللہ عنہ کی سادگی ملاحظہ کیجئے:

3 درہم کی قمیص ایک مرتبہ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف لائے اور فرمانے لگے: کسی کے پاس اچھی قمیص ہے جو 3 درہم میں فروخت کرتا ہو؟ ایک آدمی نے کہا: میرے پاس ہے، پھر جاکر ایک قمیص لایا جو آپ کو بہت پسند آئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ تو 3 درہم سے زیادہ کی ہے۔ اُس نے کہا: نہیں، بلکہ اس کی قیمت یہی ہے۔ آپ نے تھیلی سے تین درہم نکال کر اسے دے دیئے۔[3]

جاننے والے سے قمیص نہ خریدی ایک مرتبہ آپ پرانی چادر کا تہبند باندھے ہاتھ میں کوڑا پکڑے بازار پہنچے گویا کہ ایک دیہاتی معلوم ہو رہے تھے، آپ نے کسی دکاندار سے تین درہم کی قمیص خریدنا چاہی اس نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے نہ خریدی دوسرے کے پاس پہنچے اس نے بھی پہچان لیا تو آپ نے اس سے بھی قمیص نہ خریدی پھر ایک لڑکے کے پاس پہنچے اور اس سے تین درہم کی قمیص خرید لی، بعد میں لڑکے کا والد آپ کی خدمت میں ایک درہم لے کر حاضر ہو گیا اور کہنے لگا: وہ قمیص 2 درہم کی تھی، آپ نے (درہم نہ لیا اور) فرمایا: ہم دونوں نے اپنی خوشی سے یہ سودا کیا تھا۔[4]

ایک درہم نفع ایک بار آپ رضی اللہ عنہ ایک موٹی چادر لے کر بازار گئے اور فرمایا: میں نے اس چادر کو 5 درہم میں خریدا ہے، کوئی ہے جو مجھے ایک درہم

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

نفع دے تو میں اسے یہ چادر بیچ دوں؟[5] **تلوار کون خریدے گا؟** ایک مرتبہ آپ نے اپنی تلوار منگوائی اسے میان سے باہر نکالا اور فرمایا: اس تلوار کو کون خریدے گا، اللہ کی قسم! اگر میرے پاس ایک تہبند کی قیمت ہوتی تو میں اس تلوار کو نہ بیچتا۔[6] **غلام کو اچھی قمیص دی** ایک مرتبہ آپ نے دکاندار سے 2 قمیصیں خریدیں، پھر اپنے غلام سے فرمایا: دونوں میں جو تمہیں پسند ہو وہ لے لو، اس نے ایک لے لی تو آپ نے دوسری لی اور اسے پہن کر اپنے ہاتھ کو لمبا کیا اور دکاندار سے فرمایا: جو آستین زیادہ ہے اسے کاٹ دے، دکاندار نے اسے کاٹ کر ترپائی کردی، آپ نے اسے پہنا اور آگے بڑھ گئے۔[7] **غرور سے دور لباس** ایک مرتبہ آپ باہر تشریف لائے تو جسم مبارک پر 2 چادریں تھیں، ایک چادر سے تہبند باندھ رکھا تھا جبکہ دوسری چادر بقیہ جسم پر لپیٹ رکھی تھی، چادر کی ایک جانب لٹکی ہوئی تھی جبکہ دوسری جانب اوپر اٹھی ہوئی تھی اور آپ نے تہبند کو کپڑے کے ایک ٹکڑے سے باندھ رکھا تھا، ایک اَنجان دیہاتی پاس سے گزرا تو کہنے لگا: آپ ان کپڑوں میں میت معلوم ہوتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے دیہاتی شخص! ان دونوں کپڑوں کو میں نے اس لئے پہنا ہے تاکہ غرور سے زیادہ دور رہوں، نماز میں زیادہ آسانی ہو اور بندہ مؤمن کے لئے اچھا طریقہ ہو۔[8] **سادہ لباس** ایک گستاخ خارجی شخص نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو لباس کے بارے میں ملامت کی تو آپ نے فرمایا: تمہارا اس لباس سے کیا لینا دینا؟ میر الباس متکبر انہ (تکبُّر والا) نہیں ہے اور زیادہ بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان اس معاملے میں میری پیروی کریں۔[9] **ستو کا تھیلا** ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو کسی علاقہ پر عامل مُقرّر کیا اور نصیحت کی: نماز پڑھنے والے راتوں کو آرام نہیں کرتے۔ پھر اسی سے فرمایا: ظہر کے وقت میرے پاس آنا۔ چنانچہ وہ شخص ظہر کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا دروازے پر دَرْبان (یعنی چوکیدار) نہ ہونے کی وجہ سے سیدھا اندر چلا گیا۔ آپ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس ایک پیالہ اور پانی کا لوٹا رکھا ہوا تھا، کچھ دیر کے بعد آپ نے اپنا تھیلا منگوایا تو اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ حضرت علی نے مجھے ایک ذمہ داری دی ہے لہٰذا مجھے کچھ ہیرے موتی بھی دیں گے۔ آپ نے اس کو کھول کر کچھ سَتّو نکالا، اسے پیالے میں ڈالا اور اس میں پانی ملایا پھر خود بھی پیا اور اسے بھی

پلایا۔ اس سے رہا نہ گیا تو کہنے لگا: یاامیر المؤمنین! آپ اسے بند کرکے کیوں رکھتے ہیں حالانکہ عراق میں کھانے کی فراوانی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں کنجوسی و بخل کی وجہ سے اسے تھیلے میں بند کرکے نہیں رکھتا، میں ضرورت سے زیادہ کھانا نہیں خریدتا (اور تھیلے کو بند رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ) مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ضائع ہوجائے گا تو پھر دوسرا کھانا بنانا پڑجائے گا لہٰذا میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور مجھے پاکیزہ کھانا کھانا ہی پسند ہے۔[10] **نفس کشی** حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو کسی نے فالودہ پیش کیا تو آپ نے اسے سامنے رکھ کر ارشاد فرمایا: بے شک تیری خوشبو عمدہ، رنگ اچھا اور ذائقہ لذیذ ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنے نفس کو اس چیز کا عادی بناؤں جس کا وہ عادی نہیں۔[11] **حلوا تناول نہ کیا** ایک مرتبہ مولا علی کے سامنے کھجور اور گھی کا حلوا پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے رُفقا کے سامنے رکھ دیا، انہوں نے اسے کھانا شروع کردیا، آپ نے ارشاد فرمایا: اسلام گم شدہ اونٹ نہیں ہے لیکن قریش نے یہ چیز دیکھی تو اس پر ٹوٹ پڑے۔[12] **وفات ووصیت** سن 40 ہجری 17 رمضان کو ابنِ ملجم خارجی نے کوفہ میں جب آپ پر قاتلانہ حملہ کیا تو آپ کے منہ مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے: ربِّ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا، زہر میں بُجھی ہوئی تلوار کا وار آپ کے دماغ تک پہنچ گیا تھا، آپ نے اپنے گھر والوں کو کچھ وصیتیں ارشاد فرمائیں، آپ کے پاس نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بچی ہوئی خوشبو موجود تھی ایک وصیت یہ کی کہ مجھے (رسولِ کریم کی) وہی خوشبو لگا کر دفن کیا جائے۔ آپ کی زبان پر مسلسل کلمۂ طیبہ جاری رہا، تین رات کے بعد (21 رمضان کو) آپ نے شہادت پائی۔[13] آپ نے سونا چاندی کے انبار نہ چھوڑے صرف 700 درہم اپنے پیچھے چھوڑے اور ان سے بھی گھر والوں کے لئے ایک غلام خریدنے کا ارادہ رکھتے تھے۔[14]

---

(1) تاریخ المدینہ لابن شبہ، ص938 (2) الاستذکار، 7/329 (3) فضائل الصحابۃ لاحمد، 1/545، حدیث:912 (4) الزہد لاحمد، ص156، حدیث:691 (5) الزہد لاحمد، ص157، حدیث:694 (6) الزہد لاحمد، 158، حدیث:702 (7) الزہد لاحمد، 158، حدیث:708 (8) الزہد لابن المبارک، ص261، رقم:756 (9) الزہد لاحمد، ص158، حدیث:706 (10) حلیۃ الاولیاء، 1/123 (11) الزہد لاحمد، ص158، حدیث: 707 (12) حلیۃ الاولیاء، 1/123 (13) تہذیب الاسماء واللغات، 1/329- مرقاۃ المفاتیح، 1/271، تحت الحدیث:85 (14) الزہد لاحمد، ص:159، حدیث:710۔

نعت خواں صحابۂ کرام علیہم الرضوان

مولانا محمد مصطفی انیس عطاری مَدَنی*

ربِّ کریم کے بعد کائنات میں خاتم النّبیّٖن حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہستی وہ ذاتِ گرامی ہے جن کی سب سے زیادہ مدح وثناء کی گئی ہے۔ قراٰنِ مجید میں کہیں آپ کو "مُزَّمِّل" و "مُدَّثِّر" سے تو کہیں، "طٰہٰ" و "یٰسٓ" سے خطاب فرمایا گیا۔ انبیائے سابقین نے اپنے اپنے زمانے میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف و توصیف بیان کی اور پھر یہ سلسلہ "وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؏" کا مژدہ بنتے ہوئے صحابۂ کرام، تابعین، علمائے اسلام اور دیگر صالحین سے ہوتے ہوئے ہم تک پہنچا اور اِن شآءَ اللہ تاقیامِ قیامت بلکہ جنّت میں بھی جاری رہے گا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے محبوب سے جس عقیدت و محبت کا والہانہ اظہار کیا وہ انسانی تاریخ میں روشن مثال ہے۔ بلکہ کئی ایسے صحابۂ کرام ہیں جو اسلامی تاریخ میں "شعرائے بارگاہِ رسالت" کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

ان میں مشہور حضرت حسّان بن ثابت، عبد اللہ بن رَواحہ، کعب بن زُہَیر، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم وغیرہ کا نام قابلِ ذکر ہے۔

حضرت حَسّان بن ثابت

مشرکین نے جب حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہجو کی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام سے فرمایا: "قریش کی ہجو کرو، کیوں کہ ان پر ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گزرتی ہے، پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابنِ رواحہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کفارِ قریش کی ہجو کرو، انہوں نے کفارِ قریش کی ہجو کی، وہ آپ کو پسند نہیں آئی، پھر آپ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، پھر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، جب حضرت حسان آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا: اب وقت آگیا ہے، آپ نے اُس شیر کی طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دم سے مارتا ہے پھر اپنی زبان نکال کر ہلانے لگے۔ پھر عرض کیا: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں اپنی زبان سے انہیں اس طرح چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑتے ہیں۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جلدی نہ کرو، یقیناً ابوبکر قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور ان میں میرا نسب بھی ہے۔ (تم ان کے پاس جاؤ) تاکہ ابوبکر میرا نسب ان سے الگ کر دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، پھر واپس لوٹے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر نے میرے لئے آپ کا نسب الگ کر دیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے!

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، کراچی

میں آپ کو ان میں سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح گُندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔“[1]

آپ رضی اللہ عنہ کو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بڑی محبت وعقیدت تھی حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی ان پر خصوصی کرم فرماتے تھے یہاں تک کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسجدِ نبوی میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے منبر رکھواتے تھے جس پر وہ کھڑے ہو کر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے (مشرکین کے مقابلہ میں) فخر یا دفاع کیا کرتے تھے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے: بے شک اللہ پاک روحُ القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا رہے گا جب تک وہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے فخر یا دفاع کرتا رہے گا۔[2]

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آپ کی شان میں کئی قصیدے کہے، جن میں اپنے غم و جذبے اور مخلصانہ محبت کا اظہار کیا۔ اس میں ایک قصیدہ ایسا بھی ہے جس میں انہوں نے منبرِ رسول، مصلائے رسول، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وفات پر زمین و آسمان کے رونے، اللہ پاک کی رحمت اور آخرت میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔[3]

حضرت کعب بن مالک

عُقْبۂ ثانیہ میں 70 آدمیوں کے ساتھ اسلام لانے والے انصاری صحابی حضرت کعب بن مالک (سالِ وفات 40ھ) کو بھی نعت خوانِ بارگاہِ رسالت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ایک مرتبہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض گزار ہوئے کہ: شعر کہنا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں، مسلمان تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے۔

ان کی شاعری کا موضوع کفار کو لڑائی سے ڈرانا اور اسلام کا کفار کے دلوں میں سکہ جمانا تھا۔ حضرت کعب کے شعر کی تاثیر کا اندازہ اس واقعے سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ صرف دو بیت کہے اور پورا قبیلۂ دوس مسلمان ہو گیا۔[4]

حضرت عبد اللہ بن رَواحَہ

شاعرِ رسول حضرت عبدُ اللہ بن رَواحَہ رضی اللہ عنہ (سالِ شہادت 8ھ) لیلۃُ العُقبَہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے اشعار کا موضوع کفر پر مشرکین کو عار دلانا تھا۔ غزوۂ خَنْدَق میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کے رَجز کے اشعار پڑھتے تھے۔

عمرۃُ القضا میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مکہ تشریف لے گئے تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اونٹ کی مُہار پکڑے ہوئے اشعار پڑھ رہے تھے جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا! خدا کے حرم اور رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روبرو شعر پڑھتے ہو؟ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو! اس کا کلام کفار پر تیر و نشتر سے بھی تیز ہے۔[5]

حضرت عبد اللہ بن رَواحَہ نے حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حسنِ مبارک کو اپنے شعر میں کچھ یوں بیان کیا:

لَوْ لَمْ تَكُنْ فِيهِ آيَاتٌ مُبَيِّنَةٌ
كَانَتْ بَدِيهَتُهُ تُنْبِئُكَ بِالْخَبَرِ

ترجمہ: اگر آپ میں کھلی ہوئی نشانیاں نہ بھی ہوں، جب بھی آپ کی صورت خبر (رسالت) دینے کے لئے کافی تھی۔[6]

حضرت کعب بن زُہَیر

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ثناخوانی کا شرف پانے والے صحابہ میں سے ایک خوش نصیب کعب بن زُہیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کے بارے میں قتل کا آرڈر جاری ہو چکا تھا، فرمایا گیا تھا کہ جو بھی انہیں دیکھے قتل کر دے، ان کے بھائی حضرت بُجَیر بن زُہَیر جو کہ اسلام لا چکے تھے انہوں نے آپ کو خط لکھا اور بتایا کہ اگر تم اسلام لے آؤ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مُعاف کر دیں گے، چنانچہ یہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی توبہ کو بھی قبول فرمایا، بارگاہِ رسالت سے امان پاکر انہوں نے شانِ سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں ایک قصیدہ پیش کیا، جسے قصیدہ ”بَانَتْ سُعاد“

کہاجاتا ہے، اسے "قصیدۂ بُردہ" بھی کہتے ہیں کیونکہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قصیدہ سُن کر انہیں اپنی مبارک چادر عطا فرمائی۔ [7]

یہ چادر بعد میں حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہُ عنہ نے حضرت کعب بن زہیر کے بیٹے سے خرید لی تھی۔ [8]

اس قصیدے کے دو اشعار ملاحظہ کیجئے:

اُنْبِئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْعَدَنِیْ
وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَامُوْل
اِنِّیْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ مُعْتَذِرًا
وَالْعُذْرُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَقْبُوْل

مجھے خبر پہنچی کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ کی بارگاہ سے معافی کی امید کی جاتی ہے اور میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عذر قبول کیا جاتا ہے۔ [9]

کُلَیب بن اَسد اَلحَضْرَمی

حَضْرَمَوت کی ایک خوش نصیب خاتون نے اپنے ہاتھوں سے ایک چادر بنائی اور اپنے بیٹے سے فرمایا کہ حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں جاؤ اور انہیں یہ چادر تحفہ پیش کرو، چنانچہ ان کا بیٹا حضرت کلیب بن اسد ایک وفد کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا، اسلام قبول کیا اور ماں کا بھیجا ہوا تحفہ پیش کرنے کے بعد ایک نعت کچھ یوں پڑھی:

أَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِی کُنَّا نُخَبَّرُہٗ
وَبَشَّرَتْنَا بِكَ التَّوْرَاۃُ وَالرُّسُلُ

آپ ہی وہ نبیِّ مکرم ہیں کہ جن کی خبر ہمیں دی گئی اور جن کے بارے میں ہمیں تورات اور سابقہ رسولوں نے بشارت دی۔

آقائے دو جہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا مبارک ہاتھ حضرت کلیب کے چہرے پر پھیرا۔ حضرت کُلَیب کی اولاد اس پر فخر کرتی تھی۔ [10]

ثناخوان بچیاں

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جب اللہ کے حکم سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو اہلِ مدینہ آپ کے استقبال کے لئے اپنے گھروں سے باہر آگئے اس وقت مدینۂ پاک کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے آپ کے استقبال میں یوں نذرانۂ نعت پیش کیا:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاع

ہم پر چودھویں کا چاند ثَنِیَّاتِ الْوَدَاع (یعنی وداع کی گھاٹیوں) کی طرف سے طلوع ہوا۔ ہم پر شکر واجب ہے کہ آپ نے ہمیں اللہ کی طرف دعوتِ حق دی۔ [11]

ان کے علاوہ بھی کثیر صحابۂ کرام اور صحابیات ہیں جنہوں نے نظم کی صورت میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ثناخوانی کا شرف پایا۔ اللہ کریم کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمین

---

(1) مسلم، ص1038، حدیث:6395 (2) ترمذی، 4 / 385، حدیث: 2855 (3) سیرت ابن ہشام، ص583 (4) اسد الغابہ، 4/514 (5) ترمذی، 4/385، حدیث: 2856 (6) الاصابہ، 4 / 75 (7) امتاع الاسماع، 2 / 88 (8) معجم الصحابہ لابن القانع، 2 / 381 (9) المجموعۃ النبہانیۃ فی المدائح النبویۃ، 3 / 6 (10) طبقات ابن سعد، 1 / 263 (11) البدایۃ والنہایہ، 2 / 583۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

رَمَضانُ المبارَک اسلامی سال کا نواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 84 کا مختصر ذِکْر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رَمَضانُ المبارَک 1438ھ تا 1443ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 11 کا تعارف ملاحظہ فرمایئے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

(1) حضرت عبیدہ بن حارث قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچازاد بھائی، قدیمُ الاسلام بدری صحابی، بھورے رنگ، درمیانے قد، خوب صورت چہرے والے اور بڑی قدر و منزلت کے مالک تھے، مواخاتِ مدینہ میں عمیر بن حُمام انصاری کے بھائی بنائے گئے، آپ سَریہ عبیدہ بن حارث کے سپہ سالار تھے، سب سے پہلے آپ کے لئے لِواء (جھنڈا) باندھا گیا، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت سے 10 سال پہلے پیدا ہوئے، 63 سال کی عمر میں جنگِ بدر (رمضان 2ھ) میں شریک ہو کر زخمی ہوئے اور مقامِ صفراء پر جامِ شہادت نوش کر گئے، یہیں مزار ہے۔[1] (2) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا صفیہ بنتِ حُیَیّ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت کے دو سال بعد مدینہ شریف کے ایک یہودی قبیلے بنی نضیر (خاندانِ حضرت ہارون علیہ السّلام) میں ہوئی، آپ سردارِ قبیلہ حیی بن اخطب کی بیٹی ہیں، آپ غزوۂ خیبر (محرم 7ھ) میں گرفتار ہوئیں، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لیا، آپ عقل مند و بردبار، حُسنِ ظاہری و باطنی کی جامع، فضل و کمال سے متصف، زہد و تقویٰ اور عبادت کی خوگر تھیں۔ آپ نے رمضان 50ھ میں وصال فرمایا اور جنّتُ البقیع میں مدفون ہوئیں۔[2]

اولیا و مشائخ کرام رحمہمُ اللہُ السّلام

(3) حضرت سیّد بہاء الدّین قندھاری رحمۃُ اللہ علیہ کی ولادت

مزار حضرت پیر سیّد صبغت اللہ راشدی قادری رحمۃُ اللہ علیہ

17 رمضان 617ھ کو قندھار (افغانستان) کے سادات گھرانے میں ہوئی، ابتدائی علومِ اسلامیہ حاصل کرنے کے بعد 20 سال کی عمر میں 637ھ میں حضرت سیّد عبدالوہاب ینبوعی کی خدمت میں حاضر ہوئے، تعلیم و تربیت کے بعد مرشد نے بمبئی شہر میں رشد و ہدایت کے لئے بھیجا، آپ نے یہاں تین سال کا عرصہ گزارا، کئی کفار نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، زندگی بھر علم و عرفان تقسیم کرنے کے بعد 18 رمضان 702ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک قلعہ بمبئی میں ہے۔[3] (4) جدِ امجد خاندانِ سہروردیہ فی الہند حضرت مولانا شیخ عیسیٰ مدنی رحمۃُ اللہ علیہ کا نسب گیارہویں پشت میں حضرت شیخ شہابُ الدین سہروردی صدیقی سے مل جاتا ہے۔ آپ سہروردی خاندان کے وہ پہلے فرد ہیں جو احمد آباد (گجرات، ہند) تشریف لائے، حضرت علّامہ شاہ وجیہ الدین گجراتی (وفات: محرم 998ھ) کے مرید و خلیفہ بنے اور 15 رمضان کو وصال فرمایا۔[4] (5) پیر پگارا اوّل حضرت پیر سید صِبْغَتُ اللہ راشدی قادری رحمۃُ اللہ علیہ 1183ھ کو پرانی درگاہ شریف (گوٹھ رحیم ڈنہ کلہوڑو، نزد پیر جو گوٹھ ضلع خیر پور میرس، سندھ) میں پیدا ہوئے اور 6 رمضان 1246ھ کو وصال فرمایا، مزار پیر جو گوٹھ میں فیض رساں ہے۔ آپ قراٰن و حدیث و فقہ میں دسترس رکھنے والے، اپنے والد پیر صاحب روضے دھنی کے مرید و خلیفہ و سجادہ نشین، 3 لاکھ مریدوں کے رہبر و رہنما، بانیٔ کتب خانہ درگاہ

* رکن مرکزی مجلس شوریٰ

شریف اور پیر صاحب بنگلا دھنی کے والدِ گرامی ہیں، خزانۃ المعرفۃ (فارسی) آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔[5] 6 سراجُ السالکین حضرت سیّد شاہ آلِ برکات ستھرے میاں مارَہروی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 رجب 1163ھ کو مارہرہ میں ہوئی اور یہیں 26 رمضان 1251ھ کو وصال فرمایا، تدفین جدِ معظم حضرت سیّد شاہ آلِ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تربت سے متصل جانبِ مغرب میں ہوئی، آپ فضل و کمال، عبادت و ریاضت اور خدماتِ دین میں اپنے اجداد کے سچے جانشین تھے، برادرِ مکرم اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے، آپ نے خانقاہ برکاتیہ میں کئی تعمیرات کروائیں، وفات سے پہلے اپنے تینوں بیٹوں سیّد آلِ رسول، سیّد اولادِ رسول اور سیّد غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہم کو بدرجہ مساوی سجادہ نشین بنانے کی وصیت فرمائی۔[6] 7 حضرت شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1260ھ کو البیضاء (طرابلس) میں ہوئی اور 1320ھ کو قرو (چاڈ، براعظم افریقہ) میں شہید ہوئے، آپ حافظِ قراٰن، عالمِ دین، مجاہدِ کبیر، بانیِ خانقاہ تاج (الکفرہ، لیبیا) و مجلس سنوسیہ تھے اور بانیِ سلسلہ سنوسیہ (شیخ کبیر محمد بن علی سنوسی) کے صاحبزادے و جانشین نیز لیبیا کے پہلے بادشاہ محمد ادریس سنوسی کے والد تھے۔ آپ کا عرس 27 رمضان کو منایا جاتا ہے۔ ان کا مزار خانقاہ تاج میں ہے۔[7] 8 دادا میاں حضرت پیر سیّد قطبِ عالم شاہ جیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1327ھ کو ہوئی اور 17 رمضان 1382ھ کو وفات ہوئی، مزار سوجا شریف (تحصیل سیڑوا ضلع باڑمیر، راجستھان) میں ہے۔ آپ مادرزاد ولیُّ اللہ، عالمِ باعمل، مستجابُ الدَّعوات اور بانیِ خانقاہ سوجا شریف ہیں۔ آپ تبلیغِ دین اور سلسلۂ عالیہ کو عام کرنے کے لئے علاقہ تھر میں بہت سفر کیا کرتے تھے۔[8] 9 فردِ وقت حضرت میاں راج شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک میواتی خاندان میں 1216ھ مطابق 1799ء اور وصال 8 رمضان 1306ھ مطابق 9 مئی 1889ء کو ہوا، مزار شریف سوندھ شریف، ضلع نوح، ہریانہ (مشرقی پنجاب، ہند) میں ہے۔ آپ پڑھے لکھے نہیں تھے اس کے باوجود علم و عرفان کا مخزن، پابندِ شریعت و سنت، کثیرُ الفیض اور صوفیائے میوات میں سب سے زیادہ محترم شخصیت تھے، ان کے حالات پر کتاب "ملت راج شاہی" مطبوع ہے۔[9]

مزار حضرت سیّد شاہ آلِ برکات ستھرے میاں مارَہروی قادری رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت میاں راج شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام

10 میاں صاحب باطورے حضرت مولانا میاں نور احمد غور غُشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1251ھ کو ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 15 رمضان 1319ھ کو وصال فرمایا، تدفین قبرستان غور غُشتی کی ایک چار دیواری میں ہوئی۔ آپ ذہین و فطین عالمِ دین، درسی کتابیں پڑھانے میں ماہر، امامُ المنطق و النحو، استاذُ العلماء، مرید و خلیفہ پیر سیال خواجہ شمس العارفین اور اَوراد و وظائف کے پابند تھے۔[10] 11 پیرِ طریقت حضرت مولانا عبد القیوم جماعتی الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1289ھ کو الٰہ آباد (یوپی ہند) میں ہوئی اور 22 رمضان 1370ھ کو وصال فرمایا، الٰہ آباد ہند کے محلہ رسول پور کے آموں والے باغ میں تدفین ہوئی۔ آپ مرید و خلیفہ امیرِ ملت، حُسنِ ظاہری و باطنی سے مالامال، سادہ مگر بارعب شخصیت کے مالک تھے۔[11]

---

(1) اسد الغابۃ، 3/572 تا 574 – طبقات ابن سعد، 3/37 (2) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 4/426، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 8/210، فیضان امہات المؤمنین، ص309 (3) تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص101 (4) تذکرۃ الانساب، ص59، 225 (5) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 1/377 تا 382 (6) تاریخ خاندانِ برکات، ص26 تا 28 (7) تذکرہ سنوسی مشائخ، ص80، 82، 92 (8) تذکرۂ ساداتِ لُونی شریف و سوجا شریف، ص506، 573 (9) تذکرہ صوفیائے میوات، ص502، 514 تا 539 (10) فوز المقال فی خلفائے پیر سیال، 8/184 – تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع اٹک، ص121 (11) تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص164۔

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
رُوح ہے پاک ہے نُورانی ہے

اَلفاظ و معانی **خاک:** مٹی، غُبار۔ **نُورانی:** نور والا، منوّر، پُرنور۔

شرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اِس شعر میں بڑی ایمان اَفروز بات ذکر فرمائی ہے کہ حَیاتِ جاوید (ہمیشہ کی زندگی) پانے والے اللہ پاک کے سچے نبیوں کی تو یہ شان ہے کہ یہ حضرات زمین کی جس خاک پر اپنا برکت والا نُورانی قدم رکھ دیں تو وہ خاک بھی شفابخش، اِنتہائی پاکیزہ اور نُور والی ہو جاتی ہے۔ پھر اُس مبارک خاک کے تابندہ اور منوّر ذرّے آسمان کے تاروں اور کہکشاں کے لئے قابلِ رشک ہو جاتے ہیں۔

اُس کی اَزواج کو جائز ہے نِکاح
اُس کا تَرکہ بٹے جو فانی ہے

اَلفاظ و معانی **اَزواج:** منکوحہ عورتیں، بیویاں۔ **تَرکہ:** وفات پانے والے کا چھوڑا ہوا مال و متاع۔ **بٹے:** تقسیم ہو۔ **فانی:** مٹنے اور نابُود ہونے والا، فنا ہو جانے والا۔

شرح مجدّدِ اعظم، مفکرِ اسلام امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر در حقیقت عقیدۂ حیاتُ الانبیاء کے دو دلائل کا خُلاصہ ہے۔ اَنبیاء کی حَیات پر دو انتہائی واضح دلائل یہ ہیں کہ (1) دُنیا سے ظاہری پَردہ فرمانے کے بعد بھی انبیاء کی مقدّس بیویاں کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتیں اور (2) نہ ہی اَنبیائے کرام کے دُنیا سے پَردہ فرمانے کے بعد ان کا مال و متاع وراثت بن کر تقسیم ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی سُوال کرنے والا پوچھے کہ نبیوں کے حق میں ایسا کیوں ہے؟ تو جواب یہی دیا جائے گا کہ دُنیا سے جانے والے اُس شخص کی بیویوں کو کسی دوسرے سے نکاح کرنا جائز ہوتا ہے اور اُس کا مال وارثوں میں ترکہ بن کر تقسیم ہوتا ہے، جو عالَمِ دنیا میں فنا ہو چکا ہو، اُس پر مُردوں والے احکامِ شرعیہ جاری ہو چکے ہوں۔ جبکہ اَنبیائے کرام کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا وہ فانی نہیں ہوتے، بلکہ وعدۂ الٰہی کی تصدیق کے لئے ایک لمحہ وفات طاری ہونے کے بعد پھر ہمیشہ کے لئے وہ حضرات حقیقی، جسمانی، حِسّی اور دُنیوی حیات کے ساتھ زندہ و باقی رہتے ہیں۔

یہ ہیں حَیِّ اَبدی ان کو رضاؔ
صِدقِ وعدہ کی قَضا مانی ہے

اَلفاظ و معانی **حَیِّ اَبدی:** ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ **صِدقِ وعدہ:** وعدے کا سچا ہونا، وعدے کا پُورا ہونا۔ **قضا:** وفات، اَجل، موت۔

شرح یہ انبیائے کرام ہمیشہ باقی رہنے والی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ ہاں اے اَحمد رضا! عقیدۂ حیاتِ انبیاء کے منکرین کو بتا دو کہ ہمارا یہ نظریہ نہیں ہے کہ نبیوں کی بارگاہوں میں موت بالکل بھی حاضری نہیں دیتی بلکہ اللہ حَیّ و قَیّوم عزوجل کے وعدۂ ”كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِؕ“ (1) کے پورا اور سچا ہونے کے لئے ایک لمحے کی وفات ہم اَنبیائے کرام کے لئے مانتے ہیں۔

عقیدۂ حیاتِ اَنبیاء شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ”اشعۃ اللمعات“ میں تحریر فرماتے ہیں: پیغمبرِ خُدا زندہ اَسْت بحقیقتِ حیاتِ دُنیاوی یعنی اللہ پاک کے نبی دُنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات، 615/1)

(1) ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (پ17، الانبیآء: 35)

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ،

مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مَدَنی*

رُوئے زمین پر کچھ ایسے شہر بھی ہیں جن پر اللہ کریم کی خاص نظرِ رحمت ہے، ان میں سے ایک ملکِ شام کا شہر دِمَشق بھی ہے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کی تعریف و توصیف فرمائی اور جس نے بھی اس شہر کی شان و شوکت دیکھی وہ اِس کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا، حتّٰی کہ دیکھنے والوں نے اسے زمینی جنّت تک کہا ہے چنانچہ حضرت ابو بکر خوارزمی رحمۃُ اللہِ علیہ کہتے ہیں کہ دنیا کی جنتیں چار ہیں: دمشق کا علاقہ غُوطہ، سمرقند کا علاقہ صُغْد، بَوّان کی گھاٹیاں اور جزیرہ اُبُلّہ۔ میں نے یہ سب علاقے دیکھے ہیں، ان میں سب سے بہتر دمشق کا علاقہ غُوطہ ہے۔[1]

دنیا کا قدیم شہر شہرِ دِمشق ایک قدیم شہر ہے۔ حضرت کعبُ الاحبار رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: طوفانِ نوح کے بعد زمین پر سب سے پہلی دیوار "دیوارِ حَرّان" بنائی گئی، پھر دمشق اور اس کے بعد بابل کی بنیاد رکھی گئی۔[2]

1950ء میں دِمشق کے جنوب مشرق میں تَلُّ الصّالِحیّہ کے مقام پر ہونے والی کھدائی سے یہاں چار ہزار سال قبلِ مسیح تک ایک شہری مرکز ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔[3]

دِمشق کی وجہ تسمیہ شہرِ دمشق کو دمشقُ الشام یا محض الشام بھی کہتے ہیں۔ یہ ملک شام کی ماں کہلاتا ہے، یہ اس کا سب سے بڑا شہر، الجمہوریۃ العربیۃ السوریۃ کا دار الحکومت اور مقدس سرزمین ہے۔[4]

اس شہر کا نام دمشق کیسے پڑا؟ اس میں کئی اقوال ملتے ہیں جیسا کہ تاریخِ مدینہ دمشق میں امام ابنِ عساکر نقل فرماتے ہیں: حضرت وہب بن مُنَبِّہ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ دمشق کو حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ علیہ السّلام کے ایک غلام نے بنایا تھا۔ یہ غلام نمرود بن کَنْعان نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اس وقت تحفے میں پیش کیا تھا جب آپ آگ سے صحیح سلامت باہر تشریف لے آئے۔ اس غلام کا نام "دمشق" تھا تو اُس نے اپنے نام پر شہر کا نام رکھا۔[5]

دمشق کے دروازے شروع میں شہرِ دمشق کے چار دروازے تھے: بابِ غربی جسے بابِ جابیہ کہتے ہیں، بابِ جنوبی جسے بابِ تُوما کا نام بھی دیا گیا اور آج کل باب مُصادَمہ کہتے ہیں، بابِ

*فارغ التحصیل جامعۃُ المدینہ، شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

شرقی جو بابُ الغُوطہ ہے، اسی دروازے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور دمشق فتح ہوا اور بابِ شمالی جو بابِ فَرادِیس ہے اور اسے ہی بابِ گلستان کہتے ہیں۔ یہاں کی نہر ہر جانب سے شہر کو گھیرے ہوئے ہے اور بابِ توما پر چار نہریں ہیں: نہر برزۃ، نہر ثورا، نہر یزید اور نہر قناۃ۔[6]

دمشق کی مذہبی تاریخ دیکھا جائے تو دمشق سے بہت ساری مذہبی یادگاریں وابستہ ہیں۔ بعض تو وہ ہیں جن کا ذکر قراٰنِ کریم میں بھی موجود ہے۔ یہاں کچھ حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں، چنانچہ

1 امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: دمشق ہی میں وہ غار بھی ہے جہاں سے حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ستارے، پھر چاند اور سورج کو دیکھا (اور ان چیزوں کے معبود ہونے کا انکار کیا اور ایک خدا کی بات کی)، اس کا ذکر قراٰنِ کریم (سورۂ انعام، آیت 76 تا 78) میں موجود ہے۔[7]

2 دِمشق سے تین میل دور رَبْوہ نامی پہاڑ ہے، بعض مفسرین فرماتے ہیں، یہی وہ پہاڑ ہے جس کا ذکر اس آیت مبارکہ میں ہے: ﴿وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰیَةً وَّ اٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ۠ۚ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو نشانی کیا اور انہیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین جہاں بسنے کا مقام اور نگاہ کے سامنے بہتا پانی۔[8]

3 قُربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان سے جامع مسجد دِمشق کے شرقی مینارے پر اتریں گے، صبح کا وقت ہوگا اور نمازِ فجر کے لئے اقامت ہو چکی ہو گی۔[9]

دمشق کی اسلامی اہمیت شہرِ دمشق کو اسلام میں بھی کافی اہمیت حاصل ہے چنانچہ

آخری نبی، محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: عنقریب شام فتح ہوگا تو جب تم اس میں کسی منزل کا اختیار دیئے جاؤ تو اس شہر کو اختیار کرنا جسے دمشق کہا جاتا ہے کہ وہ جگہ مسلمانوں کی پناہ ہے لڑائیوں سے اور سامان کا خیمہ، اس میں وہ زمین ہے جسے غُوطہ کہا جاتا ہے۔[10]

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: خلافتِ صدیقی میں شام فتح ہونے کی ابتدا ہوئی اور خلافتِ فاروقی میں وہ مکمل فتح ہوا، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ پیش گوئی بالکل درست ثابت ہوئی۔ نیز غُوطہ دِمشق کا فنائی علاقہ ہے جہاں باغات کھیت وغیرہ کثرت سے ہیں یہ مسلمانوں کا مرکز بنے گا۔[11]

یہ شہر امیرُ المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں سن 14 ہجری / ستمبر 635 عیسوی میں فتح ہوا اور اسلامی سلطنت کا حصہ بنا، تفصیل کچھ یوں ہے کہ تقریباً ایک سال کے محاصرے کے بعد یہ شہر بابِ جابیہ کی جانب سے حضرت ابو عُبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں صلح پر فتح ہوا جبکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بابِ شرقی سے بغیر صلح کے داخل ہوئے لیکن حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ عنہ نے دونوں جانب صلح کو نافذ کر دیا اور ساری صورتِ حال امیرُ المؤمنین رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیج دی تو انہوں نے آپ کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔[12] امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کو شہرِ دمشق کا والی نامزد کیا۔[13] آپ کے وصال کے بعد دمشق کی قیادت آپ کے بھائی حضرت امیر معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کو سونپی گئی۔ آپ 20 سال بطورِ گورنر ذمہ داری نبھاتے رہے اور بعد میں 20 سال تک اسلامی دنیا کے امیر رہے۔[14]

جاری ہے۔۔۔

---

(1) آثار البلاد واخبار العباد، ص189 (2) تاریخ ابن عساکر، 1/11 (3) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 9/398 (4) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 9/397- تاریخ ابن عساکر، 1/3- اربعین بلدانیہ، ص60 (5) تاریخ ابن عساکر، 1/13 (6) الروض المعطار فی خبر الاقطار، ص237 (7) الروض المعطار فی خبر الاقطار، ص239 (8) پ18، المؤمنون:50- آثار البلاد واخبار العباد، ص191 (9) مسلم، ص1201، حدیث: 3773- بہار شریعت، 1/122 (10) مسند احمد، 6/152، حدیث:17477- مشکاۃ المصابیح، 2/460، حدیث:6278 (11) مراٰۃ المناجیح، 8/585 ملخصاً (12) البلدان للیعقوبی، 163- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 9/401 (13) الاصابہ فی تمییز الصحابہ، 6/517 (14) اسد الغابۃ، 5/222۔

دوزخ کے 7 طبقات

مولانا ابو نوید عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک نے کافروں، مشرکوں، منافقوں، گناہ گاروں اور مُجرموں کو آخرت میں عذاب اور سزا دینے کیلئے جو ایک نہایت ہی خوفناک اور بھیانک مَقام تیار کر رکھا ہے اُس کا نام "جہنم" ہے اور اُسی کو اُردو میں "دوزخ" بھی کہتے ہیں۔[1]

ایک قول کے مطابق "دوزخ" ساتویں زمین کے نیچے ہے۔[2]

دوزخ کے سات طبقے (درجے) ہیں، ہر طبقے والوں کے لئے مخصوص عذاب ہے۔ کہا گیا ہے کہ ان سات طبقات کو انسان کے سات اعضائے بدن کے مطابق بنایا گیا ہے، اور وہ اعضاء یہ ہیں: آنکھ، کان، زبان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ اور پیر۔ کیونکہ یہی اَعضاء گناہوں کا مرکز ہیں اسی لئے ان کے وارد ہونے کے دروازے بھی سات ہیں۔[3]

دوزخ کے ان سات طبقات کا ذِکر قراٰنِ پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے: ﴿لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ۠(۴۴)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اُس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔[4]

آیتِ مبارکہ میں سات دروازوں سے مراد جہنّم کے سات طبقات (درجات) ہیں جن کے نام یہ ہیں: 1 جَهَنَّم 2 لَظٰی 3 حُطَمَه 4 سَعِیْر 5 سَقَر 6 جَحِیْم 7 هَاوِیَه۔[5]

اس آیت کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ پاک نے ابلیس کی پیروی کرنے والوں کو سات حصوں میں تقسیم فرما دیا ہے ان میں سے ہر ایک کے لئے جہنّم کا ایک طبقہ مُعَیّن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر کے مَراتب چونکہ مختلف ہیں اس لئے جہنّم میں بھی ان کے مرتبے مختلف ہوں گے۔[6]

مذکورہ سات ناموں کے مختصر معانی اور ان کا قراٰن میں تذکرہ پڑھئے اور خوفِ خدا سے لرزیئے۔

1 **جَهَنَّم (انتہائی گہرائی):** اس لفظ کا قراٰنِ پاک میں 77 بار ذِکر آیا ہے۔ بروزِ قیامت کفار سے کہا جائے گا: ﴿قِيْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ(۷۲)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: فرمایا جائے گا داخل ہو جہنّم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانا متکبروں کا۔[7]

2 **لَظٰی (شعلے والی آگ):** قراٰنِ پاک میں ہے: ﴿كَلَّاؕ اِنَّهَا لَظٰىۙ(۱۵) نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰىۚۖ(۱۶)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: ہر گز نہیں وہ تو بھڑکتی آگ ہے، کھال اتار لینے والی بلا رہی ہے۔[8]

3 **حُطَمَه (توڑنا، ریزہ ریزہ کرنا):** تفسیرِ جلالین، صفحہ 506 پر

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

لکھا ہے: حُطَمَہ وہ ہے جس میں جو چیز بھی ڈالی جائے وہ اسے توڑ ڈالتی ہے (یعنی چورا چورا کر دیتی ہے)۔ یہ لفظ قراٰنِ پاک میں دو بار ذِکْر کیا گیا ہے۔ جن کفار نے حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور بعض صحابہ پر اعتراضات کئے اور ان کی غیبت کی، ان کفار کی سزا کا قراٰن میں اس طرح بیان ہے: ﴿كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: ہر گز نہیں، وہ ضرور ضرور چورا چورا کر دینے والی میں پھینکا جائے گا۔ اور تجھے کیا معلوم کہ وہ چورا چورا کر دینے والی کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔[9]

اس آیت میں مذکور حکم ہر غیبت کرنے والے کے لئے عام ہے۔[10]

4 سَعِیْر (آگ کی لپٹ یعنی تیزی): یہ لفظ قراٰن میں 16 بار بیان کیا گیا ہے۔ یتیموں کا ناحق مال کھانے والوں کے متعلق اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں اور عنقریب یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔[11]

5 سَقَر (آگ کی گرمی و اذیت): یہ نام قراٰن میں چار مقامات پر آیا ہے۔ کفار کو جہنم میں گھسیٹے جانے کا اس طرح بیان ہوا: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: جس دن آگ میں اپنے مونھوں پر گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ۔[12]

6 جَحِیْم (بھڑکتی ہوئی آگ، انتہائی گرم): یہ لفظ قراٰن میں 26 بار استعمال ہوا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ۝﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: پھر ان کی بازگشت (واپسی) ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے۔[13]

7 هَاوِیَہ (گڑھا): تفسیرِ قُرطبی میں ہے: اسے ہاوِیَہ اس لئے کہتے ہیں کہ جو اس میں ڈالا جائے گا اسے اوندھا کر کے پھینکا جائے گا۔ یہ دوزخ کا سب سے نچلا طبقہ ہے۔[14] باطل کی پیروی کرنے کے سبب جن کی نیکیوں کا ترازو ہلکا ہو گا ان کے متعلق قراٰن میں اس طرح بیان ہے: ﴿وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: اور بہر حال جس کے ترازو ہلکے پڑیں گے۔ تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا۔ اور تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے؟ ایک شعلے مارتی آگ ہے۔[15]

امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: پہلا طبقہ مُوحِّدِین (اللہ پاک کو ایک ماننے والوں) کیلئے (گناہوں کے مطابق عذاب کے بعد یہاں سے نکالے جائیں گے)، دوسرا یہود، تیسرا نصاریٰ (عیسائی)، چوتھا صائبین (ستاروں کی پوجا کرنے والوں)، پانچواں آتش پرستوں، چھٹا مشرکوں اور ساتواں منافقوں کے لئے ہے۔ حضرت علی رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ جہنم کے اُوپر نیچے (تہ بہ تہ) سات طبقات ہیں لہٰذا پہلے، پہلا بھرا جائے گا، پھر دوسرا، پھر تیسرا، اسی طرح سب طبقات بھرے جائیں گے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللہ![16]

فجر و مغرب کی نماز کے بعد جو کوئی "اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ (یعنی اے اللہ! مجھے جہنم سے بچا)" سات سات بار پڑھے۔ اگر پڑھنے والے کا اس دن یا رات میں انتقال ہو جائے تو اللہ پاک اُسے جہنم سے محفوظ رکھے گا۔[17]

اللہ پاک ہمیں عذابِ قبر، عذابِ قیامت اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مِرے اشک بہتے رہیں کاش ہر دَم
تِرے خوف سے یاخُدا یاالٰہی
تِرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یاالٰہی[18]

---

(1) جہنم کے خطرات، ص15 (2) شرح العقائد النسفیہ، ص249 (3) مکاشفۃ القلوب، ص190 (4) پ14، الحجر:44 (5) تفسیر ابن کثیر، الحجر، تحت الآیۃ:44، 4/461 ملخصاً (6) خازن، 3/103 (7) پ24، الزمر:72 (8) پ29، المعارج:15، 16 (9) پ30، الھمزۃ:4 تا 7 (10) صراط الجنان، 10/822 (11) پ4، النسآء:10 (12) پ27، القمر:48 (13) پ23، الصّٰفّٰت:68 (14) الجامع لاحکام القراٰن، 10/120 (15) پ30، القارعۃ:8 تا 11 (16) مکاشفۃ القلوب، ص190 ملتقطاً (17) ابوداؤد، 4/405، حدیث:5079 ملخصاً (18) وسائلِ بخشش (مرمم)، ص105۔

فیضانِ بیاناتِ عطار (جلد:1)

مولانا ابو شیبان عطاری مدنی*

درس و بیان کا اہم ترین مقصد تعلیم اور اصلاح و راہنمائی ہے، انبیائے سابقین اور آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم بھی انفرادی و اجتماعی میدانوں میں اپنے اپنے انداز سے درس و بیان کے ذریعے اصلاحِ معاشرہ میں مصروف رہے۔ آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پردہ فرمانے کے بعد اصلاح و تربیت کا یہ اہم منصب امّتِ محمدیہ کے سپرد ہوا چنانچہ ﴿وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ(۵۵)﴾[1] کے تحت یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

موجودہ صدی میں شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت، مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کا شمار بھی انہی بندگانِ خدا میں ہوتا ہے جنہوں نے معاشرے کے بگڑے ہوئے لاکھوں افراد کو اپنے وعظ و نصیحت سے راہِ ہدایت پر گامزن کر دیا۔ آپ نے ہزاروں موٹیویشنل بیانات فرمائے اور الفاظ کے مؤثر تیروں سے دلوں کی سلطنتیں فتح کیں۔

آپ کے بیانات کی حیرتناک مقبولیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے تحقیقی و تصنیفی ادارے "المدینۃ العلمیۃ" کی جانب سے آپ دامت برکاتہم العالیہ کے بیانات میں سے 18 بیانات کو 610 صفحات پر مشتمل "فیضانِ بیاناتِ عطار" کی جلد 1 کی حیثیت سے شائع کیا گیا ہے:

1 دیدارِ مصطفےٰ اور اس کی برکتیں 2 تابوتِ سکینہ برکتوں کا خزینہ 3 دل خوش کرنے کے طریقے 4 دُعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟ 5 پیغامِ فنا 6 موت کا ذائقہ 7 قبر کی ہولناکیاں 8 گانوں کی تباہ کاریاں 9 شراب کی بوتل 10 بے نمازی کی سزائیں 11 بدگمانی 12 حسد 13 آخرت کی تیاری 14 ایثار 15 اخلاص 16 حُسنِ اخلاق 17 اصلاحِ معاشرہ 18 کیا تنگ دستی بھی نعمت ہے؟

محترم قارئین! یہ وہ بیانات ہیں کہ جن کو سن کر ہزاروں لوگوں کے پتھر دل موم ہوگئے، دنیا کے شیدائی اللہ و رسول کے شیدا بن گئے۔ خلقِ خدا نے ان بیانات کو اپنے ضمیر کی آواز سمجھا، اپنے کردار کو ان بیانات کے لفظوں کا جامہ پہنایا، لوگ نماز و روزے کے پابند بنے، چہروں پر ایک مٹھی داڑھی سجائی، فیشن سے تائب ہو کر حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سنتوں کے آئینہ دار بن گئے، بلامبالغہ ان بیانات نے لوگوں میں عمل کے جوش و ولولے کو بیدار کیا ہے۔

ان بیانات کے مطالعہ سے اِن شآءَ اللہ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے وسیع مطالعے اور تجربات کی روشنی میں دینی معلومات، فکرِ آخرت، اصلاحِ عقائد و اعمال، ذہنی الجھنوں اور شیطانی وسوسوں کا حل، دینی، دنیوی، معاشی، معاشرتی اور گھریلو مسائل سے متعلق تربیتی نکات، باہمی اتفاق و محبت، خدمتِ دین کا جذبہ اور استقامت کے طریقے اور ان کے علاوہ بہت کچھ ملے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب ہر عمر کے عاشقانِ رسول کی دنیا و آخرت کو سنوارنے والی تعلیمات پر مشتمل ہے، لہٰذا اسے خود بھی خرید کر مطالعہ فرمائیں اور اپنے پیاروں کو بھی اس کی ترغیب دے کر اپنے لئے ثوابِ جاریہ کا سامان کریں۔

اللہ پاک ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی اور ایمان پر استقامت عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

---

(1) ترجمۂ کنز الایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (پ27، الذّٰریٰت:55)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

تعزیت و عیادت

مصیبت زدہ کی تعزیت کا اجر: جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے، اس کے لئے اس مصیبت زدہ جتنا ثواب ہے۔

(ترمذی،2/338،حدیث:1075)

مسلمان کی عیادت کرنے کی فضیلت: جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جائے تو شام تک اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔ (ترمذی،2/290،حدیث:971)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے Video اور Audio پیغامات کے ذریعے دُکھیاروں اور غم زدوں سے تعزیت اور بیماروں سے عیادت فرماتے رہتے ہیں۔ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے جنوری 2023ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ "پیغاماتِ عطّاؔر" کے ذریعے تقریباً 3158 پیغامات جاری فرمائے جن میں 596 تعزیت کے، 2256 عیادت کے جبکہ 306 دیگر پیغامات تھے۔ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے مرحومین کے سوگواروں سے تعزیت کرتے ہوئے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی جبکہ بیماروں کے لئے دعائے صحت وعافیت فرمائی۔

جن مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کی اُن میں سے 10 کے نام یہ ہیں:

1 حضرت مولانا ارشاد قادری رضوی صاحب (تاریخ وفات: 10 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 3 جنوری 2023ء، گوجرانوالہ، پنجاب) 2 حضرت مولانا صوفی رمضان نقشبندی قادری صاحب (تاریخ وفات: 13 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 6 جنوری 2023ء، شجاع آباد، پنجاب) 3 مفتی فیصل عباس جماعتی صاحب کی امّی جان (تاریخ وفات: 14 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 7 جنوری 2023ء، فیصل آباد، پنجاب) 4 حضرت مولانا حافظ ڈاکٹر پروفیسر سیّد محمد رئیس اقبال شامی صاحب (تاریخ وفات: 16 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 9 جنوری 2023ء، کراچی) 5 حضرت مولانا پیر حافظ غلام محمد محمودی قادری صاحب کی امّی جان (تاریخ وفات: 16 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 9 جنوری 2023ء، کراچی) 6 حضرت پیر زادہ لعل بادشاہ قادری صاحب (تاریخ وفات: 16 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 9 جنوری 2023ء، پنڈدادنخان، پنجاب) 7 حضرت مفتی ڈاکٹر اعجاز حسین قادری صاحب (تاریخ وفات: 18 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 11 جنوری 2023ء، ہند) 8 حضرت مولانا خلیل احمد جامی صاحب (تاریخ وفات: 21 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 14 جنوری 2023ء، شیخوپورہ، پنجاب) 9 حضرت مولانا حافظ رضاءُ المصطفےٰ صاحب کی امّی جان (تاریخ وفات: 28 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 21 جنوری 2023ء، جلالپور بھٹیاں، پنجاب) 10 حضرت مولانا عبد الشکور اشرفی صاحب (تاریخ وفات: 29 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ مطابق 22 جنوری 2023ء، ہند)۔

جن کی عیادت کی اُن میں سے 8 کے نام یہ ہیں:

1 پیر سیّد تبرّک شاہ صاحب وارثی (کراچی) 2 پیر خواجہ محمد حسن باروی صاحب (لیہ، پنجاب) 3 محمد قاسم عطاری مدنی (ناظم تخصص فی الحدیث، فیضانِ مدینہ کراچی) 4 مولانا منیر شمسی سیالوی (راولپنڈی) 5 مولانا امیر الدین صاحب اشفاقی (ہند) 6 مولانا حافظ الیاس فخری (اوکاڑہ) 7 مولانا محمد اختر صاحب (کراچی) 8 مولانا محمد عیسیٰ پٹھان (کراچی)۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ

تربیتِ اولاد کی نفسیات

ڈاکٹر زیرک عطّاری*

اولاد اللہ پاک کی طرف سے ہمارے لئے ایک عظیم نعمت ہے اس کے ذریعے ہمارے نام و نسل کی بقا ہے۔ ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ پاک اس کو نیک اور صالح اولاد عطا فرمائے جو کہ دنیا میں بھی اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور آخرت میں بھی اس کی نجات کا ذریعہ۔

اولاد کے نیک بننے میں والدین کی تربیت کا بہت بڑا عمل دخل ہے جو والدین اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرتے ہیں تو اللہ پاک ان کو اس کا صلہ ضرور عطا کرتا ہے۔ اولاد کی تربیت دینِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق کرنا والدین کی ذمہ داری میں شامل ہے لیکن آج کل کے دور میں اس کا فقدان ہے اکثر والدین اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کی اولاد بگڑ گئی ہے بات نہیں مانتی، بدتمیز ہے، صفائی ستھرائی کا لحاظ نہیں رکھتی وغیرہ وغیرہ۔

اولاد کی تربیت کیسے کی جائے؟ اس کے بہترین راہنما اصول قراٰنِ پاک نے بیان کئے ہیں اور ماڈرن سائیکالوجی سے بھی ان اصولوں کی تائید ہوتی ہے مثلاً ایمان والوں کو نیک اعمال کی ترغیب دینے کے لئے اللہ پاک نے جنت کی عالی شان نعمتوں کا وعدہ کیا ہے اور گناہ گاروں کو ان کے برے اعمال پر جہنم کی سخت سزاؤں کی وعید سنائی ہے اس اسلوب کو ہم ترغیب و ترھیب کا نام دیتے ہیں۔

تربیت کے میدان میں آج ماڈرن سائیکالوجی بھی اسی اسلوب کو اپنائے ہوئے ہے اچھا کام کرنے پر حوصلہ افزائی اور برا کام کرنے پر سزا۔ تربیت کے حوالے سے سائیکالوجی کی یہ ایک تھیوری ہے جس کو آپرینٹ کنڈیشننگ (Operant Conditioning) کا نام دیا گیا ہے۔ اس تھیوری کے مطابق اچھا کام کرنے والے کی اگر حوصلہ افزائی (Reward) کی جائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی یہ اچھائی والی عادت پختہ ہو جائے گی اور ناپسندیدہ کام کرنے والے کی اگر سرزنش (Sanction) کی جائے تو تھوڑے ہی عرصے میں اس کی یہ بری عادت چھوٹ جائے گی۔

اگر تربیت کا یہ اسلوب والدین اپنی اولاد کے لئے صحیح معنوں میں اپنا لیں تو اِن شآءَ اللہ ان کی اولاد ہر لحاظ سے بہتر ہو سکتی ہے۔

ترغیب و ترھیب کے اس اسلوب کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہم کس طرح اپنے بچّوں کی تربیت کر سکتے ہیں؟ اس ضمن میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنے سے اِن شآءَ اللہ اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

تربیتِ اولاد کے بہترین اصول (1) جو کچھ بچے کو سکھانا چاہتے ہیں وہ دینِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہو اس کے لئے والدین کو دین کا بنیادی علم حاصل ہونا بہت ضروری ہے۔ (2) اچھی نیت کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اولاد کی تربیت میں ہماری بنیادی نیت اللہ پاک کی رضا و خوشنودی ہونی چاہئے (3) گھر یا خاندان کے تمام افراد کا ان اصولوں پر ایک جیسا عمل کرنا ضروری ہے اگر کوئی ایک فرد بھی بے جا لاڈ کرے گا اور بچّے کی غلط باتوں پر اس کی سرزنش نہیں کرے گا تو اس سے بچے کے بگڑنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور بڑوں کے بھی آپس میں تعلقات خراب رہتے ہیں (4) بچے کی عقل اور سمجھ کے مطابق ہر بات کی پہلے وضاحت کریں پہلے بچے کو بتائیں کہ فلاں کام کرنے کا صحیح طریقہ یوں ہے اور غلط طریقہ یوں مثلاً چھوٹے بچے کو کہنا کہ کھانا سیدھے ہاتھ سے کھایا جاتا ہے الٹے ہاتھ سے نہیں۔ جب سیدھا ہاتھ بولیں تو بچّے کے سیدھے ہاتھ کی طرف اشارہ کریں تاکہ اسے معلوم ہو کہ یہ سیدھا ہاتھ ہے (5) جوں جوں بچے بڑے ہوتے ہیں تو وہ اپنے ارد گرد کی دنیا کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں سوال اس سمجھ

*ماہرِ نفسیات، U.K

کی چابی ہے والدین کو چاہئے کہ جو بھی تربیت کا نیا اصول بچوں پر لاگو کرنا ہو اس کو اچھی طرح سمجھایا جائے اس اصول پر بچہ جو بھی سوال کرے اس کا تسلی بخش جواب دیا جائے۔ مثلاً تین یا چار سال کا بچہ پوچھ سکتا ہے کہ ہم سیدھے ہاتھ سے ہی کیوں کھاتے ہیں؟ تو والدین کو اس کا جواب اچھے انداز میں پیش کرنا ہوگا۔ ورنہ جو اصول بچہ مکمل طور پر سمجھے گا ہی نہیں تو ایسے اصول پر وہ شوق اور لگن کے ساتھ عمل نہیں کرے گا 6 جب بھی بچہ مطلوبہ اصول پر عمل کرے تو اس عمل کرنے پر اس کو ہر بار Reward ضرور دیں۔ انسانی نفسیات ہے کہ چھوٹی عمر میں چند بار Reward ملنے پر کام کرنے کی پختہ عادت بن جاتی ہے لہٰذا جتنی چھوٹی عمر میں بچے کی تربیت شروع ہو اتنا آسان ہوتا ہے 7 اسی طرح اگر بچہ مطلوبہ اصول پر عمل نہیں کرتا تو اس پر اس کو Sanction یعنی سرزنش ضرور ملنی چاہئے اور ہر بار ملنی چاہئے ایسا کرنے سے بچہ جلد سیکھ جائے گا وگرنہ کبھی Sanction کرنا اور کبھی نہ کرنا بچے کی تربیت میں سب سے بڑی رکاوٹ بنتا ہے 8 والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچے کی پسند اور ناپسند کو اچھی طرح جانتے ہوں۔ بس یہی پسند کے کام بچے کا Reward بن سکتا ہے اور ناپسندیدہ کام Sanction بن سکتی ہے۔ اس میں بچے کی عمر کا بہت عمل دخل ہے مثلاً ایک سال کا بچہ کسی مخصوص کھلونے کو پسند کرتا ہے تو ایسے بچے کے لئے اس کھلونے کا مل جانا ہی بہترین Reward ہے اور اگر ماں اپنا منہ دوسری طرف کرلے تو بچّہ اس پر ناخوش ہوتا ہے بچے کے کسی غیر مطلوبہ کام کرنے پر ماں کا دوسری طرف منہ پھیر لینا اس ایک سال کے بچّے کو سکھا دے گا کہ اس کو یہ کام نہیں کرنا 9 جوں جوں بچّے بڑے ہوتے ہیں تو ان کی عقل و شعور میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پانچ یا چھ سال سے بڑے بچّوں کی تربیت کا انداز مختلف ہونا چاہئے۔ ان کے ساتھ ہر نیا اصول ڈائیلاگ کے ذریعے طے ہونا چاہئے جس میں بچے کی خواہشات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ اچھا کام کرنے پر تحفہ کیا ہوگا اور غلط کام کرنے پر سرزنش کون سی؟ اس پر بھی بچّوں سے رائے ضرور لیں پھر جو طے پائے اس کو لکھ کر نمایاں جگہ پر لگا دیا جائے 10 تحریر نمایاں جگہ لگانے کے دو فوائد ہیں ایک تو یہ کہ روزانہ کی بنیادوں پر بچے کو اصول دکھا کر ان کی یاد دہانی کرتے رہیں۔ کیونکہ بچے بعض دفعہ بھول بھی جاتے ہیں اور دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ غلط کام کرنے پر جب بھی سرزنش کریں تو تحریر پر لکھی ہوئی طے شدہ سرزنش بچے کو ضرور دکھائیں اور بچے کو بتائیں کہ اس سرزنش پر بچے نے معاہدہ کیا تھا۔ اس طرح جب بچے کو سزا ملے گی تو وہ والدین پر غصہ کرنے کی بجائے اپنے آپ کو کوسے گا اور آئندہ ایسا کام کرنے سے اجتناب کرے گا 11 والدین سرزنش کے وقت غصے کا اظہار نہ کریں۔ ورنہ یہ شہد میں سرکہ ڈالنے کے مترادف ہوگا۔ بہترین سرزنش وہ ہے جس میں تحمل کا مظاہرہ ہو تاکہ بچہ سوچنے پر مجبور ہوجائے۔ اس میں شریعت کی تعلیمات کا علم ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ بعض صورتوں میں ہمیں غصہ کرنے کے حکم پر عمل کرنا ہوگا 12 ہر ممکن کوشش کریں کہ بچے کو Reward مطلوبہ کام کرنے کے بعد اور فوراً دیں۔ کیونکہ بچے کو اگر Reward پہلے مل گیا تو وہ مطلوبہ کام نہیں کرے گا۔ اور اگر Reward دینے میں تاخیر ہوگئی تو اس سے بچّے کا دل ٹوٹ جائے گا اور ایسا ہونے پر تربیت کرنے میں مشکلات پیش آسکتی ہیں 13 جو بھی Reward طے پائے وہ آسان اور سستا ہونا چاہئے۔ مہنگے تحفے دینا کوئی معنی نہیں رکھتا ورنہ بچہ بگڑ بھی سکتا ہے اور آپ کے لئے مالی مشکلات بھی پیدا ہوسکتی ہیں 14 اپنے بزرگوں سے راہنمائی لیتے رہیں کیونکہ بھلائی بزرگوں کے ساتھ ہی ہے۔

آیئے اب آخر میں Rewards اور Sanctions کی بہترین مثالیں بھی سیکھ لیتے ہیں۔

بچے کی حوصلہ افزائی (Reward) کی مثالیں ❁ بچے کی طرف توجہ سے دیکھنا ❁ بچے کی طرف دیکھ کر مسکرانا ❁ بچے کو پیار کرنا اور سینے سے لگانا ❁ شاباش دیتے ہوئے بچے کی پیٹھ تھپکنا ❁ بچے کی بات توجہ سے سننا اور اس کے سوالات کے جوابات دینا ❁ بچے کے ساتھ کھیلنا ❁ اس کی مثبت چیزوں کی تعریف کرتے رہنا ❁ کھانے کی پسندیدہ چیز (جو مضر صحت نہ ہو) دینا ❁ پسند کا کھلونا خرید کر دینا۔

بچے کی سرزنش (Sanction) کی مثالیں ❁ خاموشی کے ساتھ روٹھ کر ناراضی کا اظہار کرنا ❁ چہرے کو دوسری طرف پھیر لینا ❁ بچے کو بتانا کہ آپ اس سے فلاں کام کی وجہ سے ناراض ہیں ❁ اسکرین ٹائم کو کم کردینا ❁ پسندیدہ کھیل سے کچھ دیر کے لئے روک دینا ❁ دیوار کی طرف منہ کرکے کھڑا کردینا۔

(New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

قراٰنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی صفات

بنتِ سلطان عطّاریہ

(درجۂ ثالثہ، جامعۃُ المدینہ خوشبوئے عطّار، واہ کینٹ)

خالقِ کل جہاں نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو ان میں اپنا سب سے زیادہ قُرب حضراتِ انبیائے کرام علیہم السّلام کو عطا فرمایا۔ تمام انبیائے کرام علیہم السّلام اللہ کریم کے معصوم بندے ہیں۔ ان حضرات میں سے بعض کے درجات بعضوں سے بلند ہیں۔ جیسا کہ اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام انبیائے کرام علیہم السّلام سے افضل ہیں۔ یونہی اولوالعزم انبیا دیگر انبیائے کرام علیہم السّلام سے افضل ہیں۔ انہی اولوالعزم انبیا میں سے ایک جنابِ عیسیٰ علیہ السّلام بھی ہیں۔ آپ بے شمار اوصاف سے موصوف ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر قراٰنِ کریم میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ:

1 کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش کلمہ "کُن" سے ہوئی چنانچہ قراٰنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ٘﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح۔ (پ6، النسآء:171)

2 دنیا و آخرت میں معزز قراٰنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: وہ دنیا و آخرت میں بڑی عزت والا ہوگا۔ (پ3، اٰلِ عمرٰن:45)

دنیا میں عزت والا ہونا کہ قراٰن کے ذریعے سارے عالم میں ان کے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے) نام کی دھوم مچادی گئی۔ آخرت میں خصوصی عزت والا ہونا بہت طریقوں سے ہوگا، ایک یہ بھی ہے کہ قیامت میں انہی کے ذریعہ مخلوق کو حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک راہنمائی ملے گی۔ (تفسیر صراط الجنان، پ3 اٰلِ عمرٰن:46)

3 ربِّ کریم کے مُقرّب جناب عیسیٰ علیہ السّلام اللہ پاک کے مقرب بندے ہیں۔ قراٰنِ کریم میں ان کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور قرب والا۔ (پ3، اٰلِ عمرٰن:45)

4 بغیر باپ کے پیدا ہونے والے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ چنانچہ تفسیر صراط الجنان میں ہے: اگر آپ علیہ السّلام کا کوئی باپ ہوتا تو یہاں (یعنی سورۂ اٰلِ عمرٰن کی آیت نمبر 45 میں) آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نسبت ماں کی طرف نہ ہوتی بلکہ باپ کی طرف ہوتی جیسا کہ قراٰن مجید (کے پارہ 21، سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 5) میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک انصاف کے زیادہ قریب ہے۔ (صراط الجنان، 1/476)

5 مسیح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام مردوں کو چھو کر زندہ اور بیماروں کو چُھو کر شفا دیتے تھے اس لئے انہیں مسیح اللہ کہا جاتا ہے قراٰنِ کریم میں ارشاد ہے: ﴿اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا۔ (پ3، اٰلِ عمرٰن:45)

6 مَھْد اور کَہْل میں کلام کرنے والے مَھْد یعنی جھولے میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے بچپن کی عمر میں کلام فرمایا اور اپنی ماں کی پاکدامنی ثابت کی اور کَہْل یعنی پکی عمر میں بھی آپ کلام فرمائیں گے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ قُربِ قیامت آپ تشریف لائیں گے تو اس وقت آپ کلام فرمائیں گے چنانچہ اس بات کو قراٰنِ کریم میں یوں بیان کیا گیا: ﴿وَ یُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا﴾ ترجَمۂ کنز العرفان: اور وہ لوگوں سے جُھولے میں اور بڑی عمر میں بات کرے گا۔ (پ3، اٰل عمرٰن:46)

7 برکت والے قراٰن کریم میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا ارشاد ان الفاظ میں موجود ہے: ﴿وَ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور اس نے مجھے مبارک کیا۔ (پ16، مریم:31)

اللہ کریم نے نبوت عطا فرما کر انہیں لوگوں کو نفع پہنچانے والا، خیر کی تعلیم دینے والا اور توحید وعبادت کی طرف بلانے والا بنایا۔ (صراط الجنان، 6/95 ملخصاً)

8 اللہ کریم کے بندے آپ علیہ السّلام اللہ کا بندہ بننے میں کسی طرح کا شرم و عار محسوس نہ فرماتے تھے۔ (سیرت الانبیاء:812) چنانچہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿لَنْ یَّسْتَنْكِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: ہرگز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا۔ (پ6، النسآء:172)

9 نماز و زکوٰۃ ادا کرنے والے آپ علیہ السّلام نے مَھْد یعنی جھولے میں جو کلام فرمایا اسے قراٰنِ کریم میں یوں ارشاد فرمایا گیا: ﴿وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں۔ (پ16، مریم:31)

10 والدہ سے اچھا سلوک کرنے والے عیسٰی علیہ السّلام والدہ سے اچھا سلوک کرنے والے ہیں۔ قرآن میں آپ کا فرمان منقول ہے: ﴿وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا۔ (پ16، مریم:32)

ان کے علاوہ بھی آپ علیہ السّلام کے بے شمار اوصاف ہیں۔ اللہ پاک ہمیں بھی اچھے اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بداخلاقی کی مذمت احادیث کی روشنی میں

شاور غنی بغدادی
(درجۂ خامسہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ امام غزالی، فیصل آباد)

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ لوگوں کے اَخلاق و معاملات کو درست کریں، ان کے اندر سے بُرے اخلاق کی جڑیں اُکھاڑیں اور ان کی جگہ بہترین اخلاق پیدا کریں، چنانچہ اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوری زندگی اپنے قول و عمل سے تمام اچھے اَخلاق کی فہرست مرتب فرمائی اور زندگی کے تمام شعبوں پر اسے نافذ کیا اور ہر طرح کے حالات میں ان پر کاربند رہنے کی ہدایت کی۔

بداَخلاقی ایک ایسی مذموم صفت ہے جس کے سبب انسان کا وقار معاشرے میں ختم ہو کر رہ جاتا ہے، آیئے! بداَخلاقی کی مذمت پر 5 احادیثِ مبارکہ پڑھئے اور اس مذموم صفت سے بچئے:

1 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں (عادتیں) مؤمن میں جمع (اکٹھی) نہیں ہوسکتیں (1) بُخل اور (2) بداَخلاقی۔ (ترمذی، 3/387، حدیث:1969)

2 حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی بداخلاق شخص جنّت میں نہ جائے گا۔ (مسند احمد، 1/26، حدیث:31)

3 حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: بُرے اَخلاق اور بُخل دو ایسے اوصاف ہیں جنہیں اللہ پاک ناپسند کرتا ہے۔ (فردوس الاخبار، 1/379، حدیث:2811)

4 نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اللہ پاک بداخلاق اور بدزبانی کرنے والے شخص کو پسند نہیں فرماتا۔ (ابوداؤد، 4/330، حدیث:4792)

5 اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی، محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنّت میں ہوگا۔ اور بداخلاقی سنگدلی کا حصہ ہے اور سنگدلی جہنم میں ہوگی۔ (ترمذی، 3/406، حدیث:2016)

بداخلاقی کے چند نقصانات بداَخلاقی کے چند نقصانات درج ذیل ہیں: 1 بداخلاق شخص سے لوگ کتراتے ہیں اور اس کے

قریب آنا/رہنا پسند نہیں کرتے 2 بداخلاق شخص کی معاشرے میں عزت نہیں ہوتی 3 بداخلاقی تبلیغِ دین میں رکاوٹ بنتی ہے 4 لوگ بداخلاق شخص کو اپنا دوست نہیں بناتے 5 بداخلاقی رشتوں کے ٹوٹنے کا سبب بنتی ہے 6 بداخلاق شخص سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے 7 بداخلاق شخص سے لوگوں کو ایذا ہوتی ہے 8 بداخلاقی آپس میں اختلافات پیدا کروادیتی ہے۔

رزق میں تنگی کا ایک سبب بعض حُکَما فرماتے ہیں: مَنْ سَآءَ خُلُقُهٗ ضَاقَ رِزْقُهٗ یعنی جس کے اخلاق بُرے ہوں اُس کا رزق تنگ ہوجاتا ہے۔(ادب الدنیا والدین، ص383)

امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

بھاگتے ہیں سُن لے بداَخلاق سے سبھی
مُسکرا کر سب سے ملنا دل سے کرنا عاجزی

(وسائلِ بخشش (مرمم)، ص698)

اللہ کریم ہمیں بداَخلاقی سے بچنے اور اپنے اَخلاق سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

استاد کے 5 حقوق

محمد وقار یونس عطّاری
(درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ غوثِ اعظم کراچی)

وہ شخصیت جو سنگِ راہ گزر کو آنکھوں کا تارا بنا دیتا ہے، جس کو دنیا کا کامیاب انسان کہا جاتا ہے، جس کی خدمت کو بڑے بڑے اپنی سعادت سمجھیں وہ کوئی اور نہیں بلکہ ایک استاد ہے۔ استاد کی عزت اور عظمت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ کائنات کی سب سے افضل شخصیت، اللہ پاک کے سب سے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(ابن ماجہ، 1/151، حدیث:229) دنیا کا کوئی شخص استاد کے بغیر کامیاب نہ ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحصیلِ علم میں استاد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جہاں استاد کی اتنی اہمیت ہے وہیں اس کے کچھ حقوق بھی بیان کئے گئے ہیں۔ آیئے ان حقوق میں سے پانچ حقوق ملاحظہ کرتے ہیں:

1 استاد کو خود پر مقدم رکھنا اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: عالم کا جاہل اور استاد کا شاگرد پر ایک سا حق ہے برابر اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غَیبت (یعنی غیر موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے اور اس کی بات کو رد نہ کرے۔(فتاویٰ رضویہ، 23/637)

2 استاد کو تکلیف دینے سے بچنا طالبِ علم و شاگرد کو چاہئے کہ استاد کو تکلیف دینے سے بچے۔ جبکہ عام لوگوں کو بھی تکلیف دینے سے بچنے کا حکم ہے۔ چنانچہ قراٰنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۠(۵۸)﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا(پ22، الاحزاب:58) جب ایک عام مسلمان کو ایذا دینے کا بڑا گناہ ہے تو استاد کو تکلیف دینا کس قدر بُرا ہوگا۔

3 استاد کے لئے عاجزی اختیار کرنا طالبِ علم کو چاہئے کہ استاد کا ادب کرے اور اس کے لئے عاجزی اختیار کرتے ہوئے اس کی تعظیم بجالائے حدیثِ پاک میں ہے کہ سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جن سے تم علم حاصل کرتے ہو ان کے لئے عاجزی اختیار کرو۔(الجامع لاخلاق الراوی، ص230، حدیث:802)

4 استاد کی باتیں غور سے سننا شاگرد کو چاہئے کہ استاد کی گفتگو کو خوب توجہ اور غور سے سنے چنانچہ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں: بے توجہی کے ساتھ سننے سے غلط فہمی کا سخت اندیشہ رہتا اور بسا اوقات "ہاں" کا "نا" اور "نا" کا "ہاں" سمجھ میں آتا ہے۔(علم و حکمت کے 125 مدنی پھول، ص70)

5 استاد کی شخصیت کا خیال رکھنا استاد کا یہ حق کئی امور پر مشتمل ہے جیسا کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کا خلاصہ ہے: استاد سے کثرتِ سوال سے بچنا، استاد کو کسی سوال کے جواب میں طعنہ نہ دینا، استاد کے تھک جانے پر اصرار نہ کرنا، استاد کے عیب ظاہر نہ کرنا، استاد کی غیبت سے بچنا، استاد کو کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کرنا۔(جامع بیان العلم وفضلہ، ص175)

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے استاد محترم کا حق پہچاننے اور اس کو صحیح طور پر بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 370 مضامین کے مؤلفین

مضمون بھیجنے والے اسلامی بھائیوں کے نام: کراچی: محمد اویس عطاری، محمد اویس بن رفیق، انس رضا، محمد اریب، محمد حدیر فرجاد، عبد الرحمٰن، محمد عطاء، غلام حُسین، عارف علی مدنی، محمد اسماعیل عطاری، محمد زبیر، محمد صائم، وقار یونس، خالد حُسین عطاری مدنی۔ **فیصل آباد:** محمد شبیر رضا عطاری، شاور غنی عطاری، محمد زاہد عطاری۔ **اسلام آباد:** نصر اللہ، میر احسان الحق خورشیدی، **لاہور:** حافظ محمد فاروق اعظم ساقی، حافظ وقاص احمد۔ **ملتان:** محمد مدنی رضا عطاری، مزمل حُسین ملتانی، **حیدر آباد:** غلام نبی عطاری، ضیاء الدین۔ **اٹک:** ناصر رضا عطاری، دانیال رضا مکی، ابو عبید دانیال سہیل، بلال احمد شاہ۔ **راولپنڈی:** طلحہ خان عطاری، محمد احمد رضا عطاری، **نواب شاہ:** نعمان، فیصل الیاس، **خان پور:** جنید احمد، جلیل نیاز، **متفرق شہر:** محمد وسیم عطاری (گوجرانوالہ)، اکرام نوید (آزاد کشمیر)، محمد ارسلان عطاری (بھلوال)، محمد کاشف عطاری (ڈنگہ)، امیر حمزہ (سیالکوٹ)، محمد مبشر جیلانی (مظفر گڑھ)۔ **مضمون بھیجنے والی اسلامی بہنوں کے نام: کراچی:** بنتِ نذر، بنتِ سلیم، بنتِ حنیف، اُمِّ معاویہ، بنتِ رفیق، بنتِ سلطان، بنتِ محمد سلیم، بنتِ شہزاد، بنتِ عدنان، بنتِ مشتاق، بنتِ نعیم، بنتِ عبد الرشید، بنتِ محمد شاہد، بنتِ نفیس، بنتِ محمد شاہد (فیض مدینہ)، بنتِ رحمت، بنتِ اکرم، اُمِّ ایمن، بنتِ عبد الستار، بنتِ طفیل الرحمٰن، کوٹ اڈّو سنانواں: بنتِ مشتاق۔ **سیالکوٹ:** بنتِ اصغر علی، بنتِ اطہر حُسین، بنتِ اقبال، بنتِ شمس الدین، بنتِ غلام نبی، بنتِ محمد اکبر، بنتِ محمد عارف، بنتِ محمد فاروق، بنتِ محمد مشتاق، بنتِ شمشاد، اُمِّ عمارہ، بنتِ ثاقب، بنتِ منشا، بنتِ مبارک علی، بنتِ ابدال، بنتِ تنویر، بنتِ غلام قمر، بنتِ محمد شفیق، بنتِ محمود حُسین، بنتِ امجد، بنتِ عبد الستار، بنتِ ظفر۔ **سیالکوٹ (شفیع کا بھٹہ):** ہمشیرہ حسیب، بنتِ اسلام، بنتِ اشرف، بنتِ اشفاق، بنتِ اصغر مغل، بنتِ افضل، بنتِ امجد وڑائچ، بنتِ انور، بنتِ اویس، بنتِ بشیر احمد اویسی، بنتِ تنویر احمد، بنتِ جہانگیر، بنتِ خالد، بنتِ خوشی محمد، بنتِ راشد محمود، بنتِ رزاق بٹ، بنتِ رشید احمد، بنتِ رضاء الحق باجوہ، بنتِ رفیق، بنتِ زمان، بنتِ ساجد، بنتِ سرمد، بنتِ سلامت، بنتِ سلیم، بنتِ سہیل احمد، بنتِ شبیر، بنتِ شمس، بنتِ شہباز احمد، بنتِ شوکت علی، بنتِ ظہیر احمد، بنتِ عابد حُسین، بنتِ عرفان، بنتِ غلام عباس، بنتِ محمد ارشد، بنتِ محمد بابر، بنتِ محمد تنویر، بنتِ محمد جان، بنتِ محمد شبیر، بنتِ محمد طارق، بنتِ محمد طاہر، بنتِ محمد نواز، ہمشیرہ دانیال۔ **سیالکوٹ (گلبہار):** ہمشیرہ سلطان علی، ہمشیرہ شعبان، ہمشیرہ عمر اعوان، بنتِ رشید، اُمِّ مشکاۃ، اُمِّ میلاد، اُمِّ ہلال، بنتِ اِحسان، بنتِ اِحسان الٰہی، بنتِ ارشد علی، بنتِ اصغر علی، بنتِ اکرم، بنتِ امیر حیدر، بنتِ باقر، بنتِ تنویر، بنتِ حاجی شہباز، بنتِ ذو الفقار علی، بنتِ رحمت علی، بنتِ سجّاد حُسین، بنتِ سعید احمد، بنتِ شاہد، بنتِ شبیر، بنتِ شمس، بنتِ شہزاد، بنتِ طارق، بنتِ محمد طارق، بنتِ طارق محمود، بنتِ ظہور الٰہی، بنتِ عرفان، بنتِ عنصر، بنتِ غلام غوث، بنتِ غلام مصطفےٰ، بنتِ فیاض، بنتِ لطیف، بنتِ محمد اشرف، بنتِ محمد حُسین، بنتِ محمد شفیق، بنتِ محمد شہباز، بنتِ محمد منیر، بنتِ منور، بنتِ مُنیر حُسین، بنتِ ناصر، بنتِ نصیر احمد، ہمشیرہ حمزہ، بنتِ وسیم، بنتِ یوسف، ہمشیرہ ارسلان، ہمشیرہ اسد علی، ہمشیرہ اسماعیل، ہمشیرہ آذان، ہمشیرہ زین، ہمشیرہ سبحان، ہمشیرہ سلطان علی، ہمشیرہ عبد اللہ، ہمشیرہ محمد یوسف، ہمشیرہ معظم رضا، اُمِّ میلاد، اُمِّ ہانی، بنتِ حمزہ۔ **گجرات:** بنتِ ارشد، بنتِ محمد ارشد، بنتِ اسلم، بنتِ اشرف چشتی، بنتِ اعجاز احمد، بنتِ افضال احمد، بنتِ افضل بٹ، بنتِ اللہ رکھا، بنتِ امتیاز احمد، بنتِ ان شاء اللہ، بنتِ انصر جاوید، بنتِ انصر محمود، بنتِ اورنگزیب، بنتِ اورنگزیب، بنتِ بشیر احمد، بنتِ جاوید، بنتِ حنیف، بنتِ رخسار احمد، بنتِ رزاق احمد، بنتِ ریاض احمد، بنتِ سید محمد ضمیر الحسن، بنتِ ظفر اقبال، بنتِ ظہور احمد، بنتِ ظہیر عباس، بنتِ غلام سرور، بنتِ غلام مصطفےٰ، بنتِ فیاض احمد، بنتِ فیاض حُسین، بنتِ فیصل عمران، بنتِ کرامت حُسین، بنتِ محمد ارشاد، بنتِ محمد ارشد، بنتِ ارشد مُنیر احمد، بنتِ محمد اسلم، بنتِ محمد اسلم، بنتِ محمد اشرف، بنتِ محمد اشرف مغل، بنتِ محمد افضل، بنتِ محمد اکرم، بنتِ محمد امجد، بنتِ محمد انور، بنتِ محمد آصف، بنتِ محمد حنیف، بنتِ محمد سُہیل، بنتِ محمد صدیق، بنتِ محمد عارف، بنتِ محمد عرفان، بنتِ محمد فیاض، بنتِ محمد منشا، بنتِ محمد نذیر، بنتِ محمد اسلم، بنتِ محمود عالم، بنتِ مظہر حُسین، بنتِ ممتاز احمد، بنتِ منوّر حُسین، ہمشیرہ عادل۔ **اوکاڑہ:** بنتِ اجمل، بنتِ بشیر، بنتِ غلام مرتضیٰ، بنتِ مبین۔ **بہاول پور:** بنتِ صفدر، بنتِ ارشد مدنیہ، بنتِ حُسین، بنتِ دلشاد، بنتِ قاسم حُسین۔ بنتِ سہیل (بھمبر سماہنی (کشمیر)۔ جوہر آباد: اُمِّ رضا بنتِ فلک شیر۔ **حیدر آباد:** بنتِ جاوید، بنتِ شکیل احمد۔ **راولپنڈی:** بنتِ انور، بنتِ شفیق، بنتِ شکیل، بنتِ مدثر، بنتِ واجد۔ **واہ کینٹ:** بنتِ وسیم، بنتِ آصف، بنتِ تاج، بنتِ سلطان، بنتِ شوکت، ہمشیرہ وقاص، بنتِ شکیل۔ **گوجرانوالہ:** بنتِ شفیق، بنتِ اعظم، بنتِ عاشق۔ **لالہ موسیٰ:** بنتِ ساجد، بنتِ مظہر، اُمِّ مؤدب، بنتِ ارشد، اُمِّ معاذ، بنتِ آزاد، بنتِ حنیف، بنتِ ذو الفقار، بنتِ سجّاد علی، بنتِ شفیق احمد، بنتِ ظفر اللہ خان، بنتِ عبد الوحید، بنتِ مصطفےٰ حیدر، بنتِ نعیم، بنتِ احسان، بنتِ حنیف، بنتِ عابد، بنتِ عبد الرحمٰن۔ **لاہور:** بنتِ ابرار، بنتِ عمر فاروق، بنتِ شاہد اکرم، بنتِ محمد امجد، بنتِ محمود احمد، بنتِ پرویز، بنتِ فاروق۔ **ملتان:** بنتِ اللہ دتہ، بنتِ شہباز۔ **ننکانہ:** بنتِ امین مدنیہ، بنتِ خلیل۔ **اسلام آباد:** بنتِ عظیم، بنتِ عمر۔ **متفرق شہر:** بنتِ کریم ناپر (شکار پور خانپور)، بنتِ سخاوت (نارنگ منڈی شیخوپورہ)۔

ان مؤلفین کے مضامین 10 اپریل 2023ء تک ویب سائٹ news.dawateislami.net پر اپلوڈ کر دیئے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

تحریری مقابلہ کے عنوانات (برائے جولائی 2023ء)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اپریل 2023ء

1. قراٰنِ کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی صفات
2. تجسس کی مذمت احادیث کی روشنی میں
3. مقتدیوں کے 5 حقوق

مضمون لکھنے میں مدد (Help) کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بھائی: +923012619734 صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

آپ کے تأثرات (منتخب) (Comments)

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

علمائے کرام اور دیگر شخصیات کے تأثرات

1 عبدالسلام رضا عطّاری (امام جامع مسجد گلزارِ مدینہ بائی پاس فیروزہ): مجھے یہ پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ دسمبر 2022ء میں ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کو پورے 6 سال ہوگئے ہیں، ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کا ہر مضمون بالخصوص ”مدنی مذاکرے کے سوال جواب“ اور ”دارُالافتاء اہلِ سنّت“ علمِ دین کا خزانہ لٹارہے ہیں۔

2 بنتِ ریاض احمد عطاریہ (صوبہ ذمہ دار فیضانِ آن لائن اکیڈمی کراچی): ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ ہماری تربیت کا بہترین ذریعہ ہے، اس سے ہمیں بہت ساری معلومات ملتی ہیں، خاص طور پر اس میں جو بچوں کے لئے سبق آموز کہانیاں شامل کی جاتی ہیں بچے وہ بہت شوق سے سنتے ہیں، سلسلہ ”نئے لکھاری“ بھی بہت زبردست ہوتا ہے۔

متفرق تأثرات

3 مجلس ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ سے گزارش ہے کہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کو مزید زبانوں میں بھی شائع کیا جائے، خاص طور پر پشتو زبان میں کیونکہ ہمارا پورا ایک صوبہ پشتو زبان والوں کا ہے۔ (نعمان، مندرہ تحصیل گوجر خان) 4 ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں بہت سے متفرق مضامین پڑھ کر بہت کچھ سیکھنے کو مل رہا ہے، خاص طور پر بچے اس میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ (محمد ذیشان عطّاری، ڈسٹرکٹ ذمہ دار شعبہ رابطہ برائے میڈیا ڈیپارٹمنٹ دعوتِ اسلامی پاکپتن) 5 ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ علمِ دین حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو مل رہا ہے، بالخصوص بچوں کے لئے یہ بہت مفید ہے۔ (محمد احتشام، اٹک) 6 ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ اپنی مثال آپ ہے، اس میں علمِ دین سے بھرپور بہت پیارے پیارے مضامین شامل کئے جاتے ہیں، مجلس سے ہر ماہ موٹیویشن مضامین شامل کرنے کی گزارش ہے۔ (توصیف احمد رضوی، قائد آباد کراچی) 7 مجھے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے سلسلے دارُالافتاء اہلِ سنّت سے ہر ماہ کچھ نیا سیکھنے کو ملتا ہے، اللہ پاک مزید ترقی عطا فرمائے، اٰمین۔ (رضوان عطّاری، ڈیرہ غازی خان) 8 ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ علمِ دین کا خزانہ ہے، اس سے ہمارے بہت سارے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ (بنتِ منظور عطاریہ، لاہور) 9 ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں منقبتِ رضا یا منقبتِ عطار بھی شامل کی جائے تو مدینہ مدینہ۔ (ہمشیرہ محمد حیات، ماتلی سندھ) 10 ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ وہ گوہرِ نایاب ہے کہ جس سے ہمیں کثیر علمِ دین سیکھنے کو ملتا ہے۔ (بنتِ محمد حسین، کراچی) 11 میری ہر ماہ کوشش ہوتی ہے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ پڑھنے کی، اس کے سارے مضامین قابلِ تعریف ہیں، لیکن مجھے دارُالافتاء اہلِ سنّت اور نئے لکھاری سب سے زیادہ اچھے لگتے ہیں۔ (بنتِ خالد محمود، راولپنڈی) 12 ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ علمِ دین کا ایک ایسا مدنی گلدستہ ہے جس کا ہر ہر مضمون ایک پھول کی مانند ہے جو جُدا رنگ اور خوشبو رکھتا ہے، اے کاش! اس گلدستے میں ایک نایاب پھول ”امیرِ اہلِ سنّت علمائے عرب و عجم کی نظر میں“ کا مزید اضافہ کردیا جائے اور اس میں ان علمائے کرام کے وہ الفاظ اور تأثرات شامل کئے جائیں جو انہوں نے امیرِ اہلِ سنّت کے متعلق عطا فرمائے یا ملاقات پر بیان فرمائے، مثلاً مصری عالمِ دین شیخ خالد ثابت نے امیرِ اہلِ سنّت کو ان القاب سے یاد فرمایا: ”سَیِّدِی، عارِف بِاللہ، اَلْاِمَامُ الْکَبِیر“ اس طرح عوام وخاص پر امیرِ اہلِ سنّت کی شان مزید آشکار ہوجائے گی۔ (بنتِ عبداللہ، ذمہ دار ذیلی سطح، ہوسٹن)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

خوابوں کی تعبیریں

مولانا محمد اسد عطاری مدنی*

قارئین کی طرف سے موصول ہونے والے چند منتخب خوابوں کی تعبیریں

خواب: گھر سے باہر کسی کو بجلی لگی اس کو دیکھنے نکلا ٹرانسفارمر اور بوہڑ کے نزدیک آدمی پر انہوں نے پانی ڈالا اور ریت ڈالنے کی کوشش کی تو میں گھر میں داخل ہوا۔ سیلابی صورتحال کی وجہ سے سب مکان گر چکے ہیں لیکن میں ایک کچے کمرے میں داخل ہوا جس میں بیوی اور ایک مہمان عورت بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ ساتھ ہی ایک اور گھر نمودار ہوا۔

تعبیر: مذکورہ بالا خواب بے ربط ہے۔ خیالات کے منتشر ہونے کی وجہ سے اس طرح کے خواب دکھائی دیتے ہیں۔ نمازوں کی پابندی کرتے رہیں اور اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کرتے رہیں۔

خواب: آج صبح میں نے خواب میں دیکھا کہ پتھروں کی بارش ہو رہی ہے اور میں اپنی بیٹی کو اس بارش سے بچا رہی ہوں اس کی تعبیر بتا دیجئے۔

تعبیر: آسمان سے پتھروں کی بارش کسی گناہ پر گرفت کی علامت ہے۔ جس کے بارے میں خواب دیکھا گیا اسے چاہئے کہ اپنے اعمال کا بغور جائزہ لے اگر کسی گناہ میں مبتلا ہے تو اس سے توبہ کرے۔ البتہ ماں کا اسے بچانے کی کوشش کرنا اچھا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ ماں اسے اس کام سے منع کرتی ہے۔

خواب: خواب میں خربوزہ دیکھنا کیسا ہے؟

تعبیر: خربوزہ غم کی علامت ہے البتہ موسم میں میٹھا خربوزہ دیکھنا غم کے دور ہونے کی نشانی ہے۔

خواب: میری بہن نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے سسرال میں ہے اور وہ چھت پر گئی وہ نیچے دیکھتی ہے تو نیچے سیلاب آیا ہوا ہے۔

تعبیر: عمومی حالات میں سیلاب کا دیکھنا آزمائش کی علامت ہے، جو شخص یہ خواب دیکھے اسے چاہئے کہ اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ میں عافیت کی دعا کرے، نیز اللہ کی راہ میں صدقہ دے، اِنْ شَآءَ اللہ مفید ہو گا۔

خواب: میں نے خواب دیکھا کہ دکان بند کرتے ہوئے مجھ پر چمگادڑوں نے حملہ کر دیا ہے اور میرے ہاتھ پر زخم آئے ہیں۔ اس کی تعبیر بتا دیں؟

تعبیر: خواب اچھا نہیں، آپ اپنی دکان اور کاروبار کے معاملے میں احتیاط سے کام لیجئے، خاص طور پر کسی نئے معاہدے یا سودے کو طے کرتے ہوئے خوب غور و خوض کیجئے تاکہ کسی کی طرف سے پہنچنے والے ممکنہ نقصان سے محفوظ رہ سکیں۔

کیا آپ اپنے خواب کی تعبیر جاننا چاہتے ہیں؟

خواب کی تفصیلات بذریعہ ڈاک ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے پہلے صفحے پر دیئے گئے ایڈریس پر بھیجئے یا اس نمبر پر واٹس ایپ کیجئے۔ +923012619734

*نگرانِ مجلس مدنی چینل

آؤ بچّو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

حسد

مولانا محمد جاوید عطاری مَدَنی*

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا تَحَاسَدُوْا یعنی آپس میں حسد نہ کرو۔

(بخاری، 4/117، حدیث:6066)

کسی کی دینی یا دُنیاوی نعمت کے ختم ہوجانے کی تمنا کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فُلاں شخص کو یہ نعمت نہ ملے، "حَسَد" ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، 1/600، 601)

پیارے بچّو! حَسَد کرنا بہت بڑا گناہ ہے، حسد نیکیوں کو کھاجاتا ہے، حسد سے آپس کی محبت ختم ہوجاتی ہے، حسد کرنے والے کا سکون بھی برباد ہوجاتا ہے، وہ ہر وقت اپنے مخالف کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے مختلف طریقے سوچتا رہے گا، یوں اسے ذہنی سکون نصیب نہیں ہوگا، پہلا گناہ حسد ہی تھا اور یہ شیطان نے کیا تھا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حَسَد ایسا مرض ہے جس کو لاحق ہوجائے ہلاک (برباد) کردیتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 19/420)

اچھے بچّو! کبھی کسی سے حسد نہ کریں، کسی بچے کے پاس سائیکل، کھلونے، اچھے کپڑے یا کوئی سی بھی چیز ہو تو کبھی بھی یہ خواہش نہ کریں کہ وہ اس سے چھن کر آپ کو ملے، بلکہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ویسی ہی نعمتیں آپ کو بھی ملیں تو اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ اللہ پاک آپ کو بھی ویسی نعمتیں عطا فرمائے اور یہ ذہن بنائیں کہ اللہ پاک نے جس کو جس حال پر رکھا ہے ٹھیک رکھا ہے۔

اللہ پاک ہمیں حسد اور دیگر گناہوں سے بچتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تکبر، رِیاکاری و جھوٹ، غیبت
سے بھی اور حَسَد سے بچایا الٰہی

حروف ملائیے!

پیارے بچو! رمضان کے روزے رکھنے کے بعد ہم سب عید مناتے ہیں، عید ہم سب کے لئے خوشی کا دن ہوتا ہے، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی اس دن خوشی مناتے تھے، نئے کپڑے پہنتے تھے، غسل کرتے تھے، خوشبو لگاتے تھے اور عید کی نماز پڑھتے تھے۔ ہمیں بھی عید والے دن خوشی منانی چاہئے، گناہوں سے بچنا چاہئے اور اچھے اچھے کام کرنے چاہئیں۔ آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حروف مِلا کر پانچ اچھے کاموں کے نام تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "نماز" تلاش کرکے بتایا گیا ہے۔

تلاش کئے جانے والے 5 نام: 1 خوشبو 2 غسل 3 صدقہ 4 مسواک 5 نمازِ عید۔

گ	ب	ن	ڈ	ک	ا	و	س	م
ن	پ	م	خ	ے	ق	ث	ق	ش
م	ص	ا	و	ژ	ت	چ	م	ر
ا	د	ی	ش	ر	ا	ص	ج	ل
ز	ق	ص	ب	غ	ز	ا	م	ن
ع	ہ	د	و	ٹ	ر	ھ	ک	ب
ی	پ	ق	غ	ط	ک	ر	ش	م
د	ل	ہ	گ	ل	س	غ	ق	پ

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

بیٹیاں اور بہنیں

مولانا راشد علی عطاری مَدَنی*

"بھائی جان! میری چیزیں آپ رکھ لو! آپ میری چیزیں ہمیشہ کے لئے رکھ لو!" چار سال کی ننھی گڑیا ھانیہ نور کے اپنے سات سالہ بھائی نور الحسن کو کہے ہوئے یہ الفاظ میرے دل پر تیر کی طرح لگے۔

میں تحریری کام میں مصروف تھا اور میرا بیٹا اور بیٹیاں تینوں بہن بھائی قریب ہی اسکیل، اریزر اور پنسل تراش کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

ھادیہ اور ھانیہ دونوں بہنوں نے اپنی چیزیں بھائی جان نور الحسن کو دی ہوئی تھیں اور بھائی جان ان سے کچھ تعمیر کر رہے تھے۔

ھادیہ! آپ تھوڑا پیچھے ہو کر بیٹھو، نور الحسن جگہ کشادہ کرنے کے لئے بولا۔

ھادیہ نے فوراً جواب دیا: نہیں! میں نہیں ہٹوں گی، نہیں تو میری چیزیں واپس کر دو!

چلو ٹھیک ہے آپ بیٹھی رہو! ھادیہ نور کا جواب سن کر نور الحسن نے فوری ہتھیار ڈال دیے۔

ھانیہ! آپ تھوڑا پیچھے ہو کر بیٹھو، نور الحسن نے اب چھوٹی بہن سے کہا۔

ھانیہ کا بھی وہی جواب تھا جو ھادیہ نے دیا تھا کہ نہیں! میں نہیں ہٹوں گی، نہیں تو میری چیزیں واپس کر دو!

ٹھیک ہے یہ لو اپنی چیزیں، ہم نہیں کھلا رہے آپ کو، بھائی جان کا ھانیہ نور کو جواب بالکل غیر متوقع تھا۔

میں نے سنتے ہی فوراً نور الحسن کو ٹوکا اور کہا کہ کیوں واپس کر رہے ہیں اس کی چیزیں؟ چلیں مل کر کھیلیں۔

ابھی چند لمحے گزرے ہوں گے کہ بچّوں کی پھر یونہی کوئی تکرار ہوئی اور نور الحسن نے ھانیہ نور کی چیزیں واپس کرنے اور اسے کھیل سے جدا کرنے کا کہا۔

ھانیہ نور کے جملوں سے مجھے جو کرب پہنچا وہ اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔ ھانیہ نے صرف اس لئے کہ بھائی جان مجھے اپنے ساتھ رکھیں، یہ الفاظ کہے:

"بھائی جان! میری چیزیں آپ رکھ لو! آپ میری چیزیں ہمیشہ کے لئے رکھ لو!"

محترم والدین! بچوں کی ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر غور کرنا اور متوجہ رہنا بہت ضروری ہے۔ بچے چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور یہ باتیں ان کے دل کے جذبات بیان کرتی ہیں۔

یہ صرف بچّوں ہی کے کھیل تفریح کے جملے نہیں بلکہ اگر ہم اپنے ارد گرد اور خاندانوں پر تھوڑا سا غور کریں تو کتنی ہی ایسی بیٹیاں اور بہنیں ملیں گی جو وراثت اور جائیداد میں سے اپنا حصہ نہیں لیتیں، وہ صرف اس لئے کہ ماں باپ اور بھائی ان سے ملتے رہیں۔

محترم والدین! یہ ننھے ننھے پھول جو آپ کے صحن میں ہیں کل یہ جوان ہوں گے، ان کی آج ہی سے ایسی تربیت کریں کہ بھائی، بہنوں کو ان کے حقوق سے دور نہ کریں بلکہ ایک دوسرے کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ رکھیں۔

انہیں بچپن ہی سے گھر میں دی گئی چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کرنے اور مل جل کر کھیلنے کی تربیت دیں۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، نائب ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جانتے ہیں

مولانا ابو حفص مدنی*

دادا جان روزہ افطار ہونے میں کتنا وقت باقی ہے؟ خبیب دادا جان کے پاس بیٹھا گھڑی گھڑی یہی پوچھ رہا تھا۔

ہال کی طرف سے آتے ہوئے صہیب نے جیسے ہی یہ سنا تو فوراً چہکا: بھائی یہاں فارغ بیٹھنے کے بجائے میری طرح افطاری بنانے میں امی جان کا ہاتھ بٹا لیتے تو ٹائم بھی گزر جاتا اور ہیلپ بھی ہو جاتی۔

خبیب نے شوخ لہجے میں جواب دیا: جنابِ والا! آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں یہاں فارغ نہیں بیٹھا بلکہ دادا جان کو کمپنی دے رہا ہوں، پھر یک دَم لہجے میں بڑوں جیسی سنجیدگی لاتے ہوئے کہا: آپ کو پتا ہے آج کل گھروں میں بچّے دادا جان دادی جان کو وقت نہیں دیتے جس کی وجہ سے ہمارے گھروں کے بزرگ بہت اکیلا پن محسوس کرتے ہیں لہٰذا آپ کو بھی میری طرح زیادہ سے زیادہ وقت دادا جان کے ساتھ گزارنا چاہئے۔ خبیب کو یوں باتیں کرتے دیکھ کر دادا جان نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکی ہوئی تھی جبکہ صہیب نے مسکراتے ہوئے کہا: دادا جان میرے چٹکی کاٹیے گا! کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ دونوں بھائیوں کی نوک جھوک جاری تھی کہ اتنے میں امی جان کی آواز سنائی دی: دستر خوان تیار ہے افطاری میں بھی کم وقت رہ گیا ہے جلدی سے آجائیں۔

تراویح کے بعد دونوں بھائی سیدھے دادا جان کے کمرے میں ہی چلے آئے تھے، بھائی جان آپ نے کتنے پارے پڑھ لئے ہیں؟ خبیب نے پوچھا۔

دس پارے ہو چکے ہیں، صہیب کا جواب سن کر خبیب کہنے لگا: مجھ سے تو بہت پیچھے ہیں آپ بھائی، میرے تو پندرہ پارے ہو بھی چکے ہیں دیکھئے گا آپ سے پہلے قراٰنِ پاک ختم کروں گا۔

میں ذرا کلاس ٹیسٹ سے فارغ ہو جاؤں پھر دیکھنا کیسے آپ کا مقابلہ کرتا ہوں۔ صہیب نے جواب دیا۔

کس بات پر مقابلے چل رہے ہیں بچو! دونوں بھائیوں کی یہ تکرار سن کر دادا جان نے بھی گفتگو میں شامل ہونا ضروری سمجھا۔

خبیب نے کہا: دادا جان اس رمضان میرا اور صہیب بھائی کا مقابلہ ہے کہ کون زیادہ قراٰن مجید ختم کرتا ہے اور دیکھئے گا میں نے ہی یہ مقابلہ جیتنا ہے۔

ارے بچو! اللہ پاک کا کلام قراٰن مجید آپس میں مقابلے کے لئے نہیں پڑھا جاتا یہ تو ثواب حاصل کرنے، سمجھنے اور اسے سمجھ کر عمل کرنے کے لئے پڑھا جاتا ہے، دادا جان نے پیار سے سمجھایا، آپ کو پتا ہے ہم لوگ رمضان المبارک میں قراٰن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت اس لئے کرتے ہیں کیونکہ ہمارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی ماہِ رمضان میں سیدنا جبریل علیہ السّلام کے ساتھ مکمل قراٰن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور ایک دلچسپ بات سنو! جس سال نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دنیا میں آخری رمضان گزارا تھا، آپ کو پہلے ہی پتا چل گیا تھا کہ میری دنیا کی زندگی کا یہ آخری سال ہے تو آپ نے اس سال رمضان میں دو بار قراٰن مجید سیدنا جبریل کے ساتھ دہرایا۔

دادا جان! کیا ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پہلے ہی

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

پتا چل گیا تھا؟ صہیب نے پوچھا

جی ہاں بچو! اللہ پاک کی طرف سے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ معجزہ بھی ملا تھا کہ مستقبل (Future) میں کیا ہوگا انہیں پہلے ہی پتا چل جاتا تھا، چلیں اسی سے متعلق (Related) آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں پہلے مجھے بتائیے کہ اسلام کی سب سے پہلی جنگ کا کیا نام ہے جس میں بذاتِ خود ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شریک ہوئے؟ دادا جان کے سوال پر خبیب جلدی سے بولا: غزوۂ بدر، واقعہ کا سنتے ہی اس کی انرجی بحال ہوگئی تھی۔

دادا جان نے پہلے شاباش دی، پھر کہا: بیٹا اسلام کی یہ پہلی جنگ بھی رمضانُ المبارک کے مہینے میں ہی ہوئی تھی۔ ”جنگ شروع ہونے سے پہلے ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے اور ایک چھڑی (Stick) سے لکیر کھینچ کھینچ کر بتایا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا، ابوجہل یہاں مرے گا۔ اس جگہ قریش کا فلاں سردار مارا جائے گا۔“ اور پتا ہے اگلے روز کیا ہوا؟

کیا ہوا دادا جان؟ دونوں نے جلدی سے پوچھا۔ بچو! جنگ ختم ہونے پر صحابہ نے میدانِ جنگ میں دیکھا تو ”ہر سردارِ قریش کے قتل ہونے کے لئے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جو جو جگہیں ارشاد فرما دی تھیں اسی جگہ اس کافر کی لاش (Dead body) پائی گئی۔“ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں:

جو ہو چکا ہے جو ہوگا حضور جانتے ہیں!

” چلو بچّو! سونے کی تیاری کرو، صبح سحری کے لئے بھی اٹھنا ہے۔“ ایسا عظیم معجزہ سن کر دونوں بھائی ابھی تک حیرانی کے عالَم میں تھے کہ دادا جان نے انہیں توجہ دلائی۔

جملے تلاش کیجئے! پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

① کبھی کسی سے حسد نہ کریں۔ ② پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی اس دن خوشی مناتے تھے۔ ③ آپ سے پہلے قراٰنِ پاک ختم کروں گا۔ ④ بھائی بہنوں کو ان کے حقوق سے دور نہ کریں۔ ⑤ کھلونے انسانوں سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتے۔

◆ جواب لکھنے کے بعد ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی تین، تین سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

جواب دیجئے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں موجود ہیں)

سوال 01: رسولِ کریم اور حضرت عبیدہ بن حارث کے درمیان کیا رشتہ تھا؟

سوال 02: مکہ کب فتح ہوا؟

› جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے › کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے › یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر 923012619734+ پر واٹس ایپ کیجئے › 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی تین خوش نصیبوں کو چار، چار سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ فروری 2023ء کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: (1) غلام الیاس عطّاری (عارف والا) (2) بنتِ مجیب (ڈیرہ اللہ یار، بلوچستان) (3) عبد الجبار (لاڑکانہ، سندھ)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات:** (1) حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ (2) ماہِ رجب 15 ہجری۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام:** عبد الرحمٰن (عمر کوٹ) اکبری کندی عطّاری (عیسیٰ خیل) بنتِ محمد سلیم عطّاری (کراچی) بنتِ نصیر احمد (لاہور) اُمِّ عبد اللہ (ہری پوری، خیبر پختونخواہ) بنتِ مختار (گجرات) بنتِ انور (کراچی) عبد الغفار (ڈہرکی، سندھ) محمد فیضان اختر (سرگودھا) محمد حمّاد (کراچی) بنتِ نعیم فاروق (سیالکوٹ) بنتِ عبد الخالق (بورے والا)۔

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ فروری 2023ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: (1) محمد نعمان (کراچی) (2) بنتِ شفقت محمود عطّاری (خانپور) (3) بنتِ امجد کھوکھر (راولپنڈی)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات:** (1) بجلی جیسی رفتار، ص 56 (2) عالم کی شان، ص 54 (3) حروف ملایئے، ص 54 (4) اگر اپنے بچّوں کو دوست نہ بنایا تو، ص 60 (5) کعبے کی چابی، ص 57۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام:** مزمّل (راولپنڈی) بنتِ کوثر عباس (جہلم) محمد رمضان (کراچی) احمد رضا (ننکانہ) بنتِ سمر خان (جیکب آباد) بنتِ جاوید (کراچی) محمد معروف (میانوالی) بنتِ عبد العظیم (کراچی) بنتِ شبیر (اسلام آباد) بنتِ خالد عطّاری (میلسی) بنتِ محمد ذیشان (حیدرآباد) بنتِ عمر (ملتان) اُمِّ ربیعہ (بھلوال، سرگودھا)۔

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اپریل 2023ء)

نام مع ولدیت:................ عمر:..... مکمل پتا:..

موبائل / واٹس ایپ نمبر:................ (1) مضمون کا نام:................ صفحہ نمبر:......

(2) مضمون کا نام:................ صفحہ نمبر:...... (3) مضمون کا نام:................ صفحہ نمبر:......

(4) مضمون کا نام:................ صفحہ نمبر:...... (5) مضمون کا نام:................ صفحہ نمبر:......

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جون 2023ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھئے

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اپریل 2023ء)

جواب 1:................ جواب 2:................

نام:................ ولدیت:................ موبائل / واٹس ایپ نمبر:................

مکمل پتا:................

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جون 2023ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

ریموٹ کنٹرول ہیلی کاپٹر

مولانا حیدر علی مدنی*

ایک تو عید کی اپنی خوشی اور پھر باہر ملک سے ننھے میاں کے چاچو بھی اس بار چھٹیاں لے کر عید اپنے بھائی بھتیجے کے ساتھ منانے کے لئے اپنے ملک پہنچ گئے تھے، یہ تو ننھے میاں کی یادگار عید بن گئی تھی۔ ننھے میاں گہرے خاکی رنگ کی شیر وانی پر سفید عمامہ سجائے ننھے منے دولہا لگ رہے تھے، عید کی نماز کو جاتے ہوئے دادی اماں کو سلام کہنے آئے تو دادی اماں نے ماشآءَ اللہ کہا اور تکیے کے نیچے سے پچاس روپے نکال کر ننھے میاں کو پکڑاتے ہوئے کہا: یہ (دعوتِ اسلامی کے) مدنی صدقہ باکس میں ڈال دو! اللہ پاک میرے بچوں کو نظرِ بد سے بچائے۔

عید کی نماز پڑھ کر واپسی ہوئی تو ننھے میاں باری باری سب سے عید ملتے ہوئے عیدی سمیٹنے لگے، چاچو جان اور ابو جی باہر صحن میں بیٹھے سویوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ ننھے میاں پاس آکر بولے: اچھا تو آپ لوگ عیدی دینے سے بچنے کے لئے یہاں چھپ کر بیٹھے ہیں اور میں سارے کمروں میں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں یہ سن کر دونوں ہی مسکرا دیئے۔ اور ابو جان نے جیب سے پرس نکال کر ننھے میاں کو عیدی دے دی۔ اب باری چاچو جان کی تھی لیکن وہ آرام سے بیٹھے رہے، ننھے میاں کچھ دیر تو انتظار کرتے رہے پھر کہنے لگے: چاچو جان آپ بھی تو دیں عیدی۔ میں تو آپ کو عیدی نہیں دوں گا ننھے میاں۔ چاچو کی بات سن کر ننھے میاں کا چہرہ مرجھانے ہی والا تھا کہ چاچو جلدی سے بولے: ہاں عید کا تحفہ ضرور لایا ہوں آپ کے لئے۔ آپ یہیں ابو جان کے پاس بیٹھیں، میں اندر سے آپ کا گفٹ لاتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد چاچو جان واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں تھوڑا چوڑا اور زیادہ لمبا سا گفٹ باکس تھا قریب آکر چاچو جان نے گفٹ باکس اور ایک عید کارڈ ننھے میاں کو پکڑا دیا، ننھے میاں نے پہلے عید کارڈ کھولا تو اس پر لکھا تھا:

”اپنے عزیز از جان بھتیجے کو عید کی خوشیاں مبارک ہوں۔“

ننھے میاں عید کارڈ دیکھا پھر انہوں نے جلدی سے گفٹ پیپر اتار کر دیکھا تو خوشی کے مارے ننھے میاں چاچو جان سے لپٹ گئے، گفٹ میں ریموٹ کنٹرول ہیلی کاپٹر تھا۔ اب تو ننھے میاں پورے گھر میں ہیلی کاپٹر اڑاتے گھوم رہے تھے، اتنے میں کام والی بائی اپنے بچے کو لئے عید ملنے آپہنچی، یہ دیکھتے ہی ننھے میاں خاموشی سے ہیلی کاپٹر اندر اپنے روم میں رکھ آئے، چاچو نے ننھے میاں کی یہ حرکت نوٹ تو کی لیکن

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

خاموش رہے، کچھ دیر بیٹھ کر بائی اپنے بیٹے کے ساتھ چلی گئی تو چاچو جان نے کہا: ننھے میاں کھانے میں تو ابھی دیر ہے آئیں آئس کریم کھانے چلتے ہیں۔

آئس کریم شاپ میں ٹیبل پر بیٹھتے ہی ننھے میاں بولے: چاچو جان میں تو چاکلیٹ چپ فلیور ہی کھاؤں گا۔ آئس کریم آگئی تو کھاتے کھاتے ہی چاچو جان نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا: ننھے میاں کیا آپ کو ہمارا عید گفٹ پسند نہیں آیا؟

ننھے میاں جھٹ سے بولے: نہیں تو چاچو جان، یہ تو میرا پسندیدہ ترین تحفہ ہے، لیکن آپ کو ایسا کیوں محسوس ہوا؟

دراصل جب کام والی بائی کا بیٹا آیا تھا تو آپ جھٹ سے ہیلی کاپٹر اندر رکھ آئے تھے جیسے اس سے چھپانا چاہ رہے ہوں۔ اچھا تو یہ بات ہے! وہ تو دراصل میں اس لئے چھپا رہا تھا کہ کہیں وہ کھیلنے کو مانگ نہ لے، اس غریب نے تو کبھی ریموٹ کنٹرول ہیلی کاپٹر دیکھا بھی نہیں ہوگا، کھیل کھیل میں توڑ دینا تھا۔

اس پر چاچو جان کہنے لگے: بات تو آپ کی ٹھیک ہے لیکن ایک اور پہلو بھی ہے کہ اگر آپ اسے بھی اپنے ساتھ کھیلنے میں شامل کرلیتے تو وہ خوش ہوتا، باقی کھلونے انسانوں سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتے، کھلونے تو ہوتے ہی کھیلنے کے لئے ہیں اور کھیل ہی کھیل میں ٹوٹ بھی جائیں تو دکھ کیسا؟ اور ہاں میرا مشورہ ہے کہ آپ اسٹرا منگوالیں کیونکہ پگھلنے کی وجہ سے آپ کی آئس کریم ملک شیک بن چکی ہے، چاچو جان نے مسکراتے ہوئے اپنی بات ختم کی تو ننھے میاں بھی اپنے آئس کریم کپ کی طرف دیکھ کر مسکرادیئے۔

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

نام	معنیٰ	نسبت
عبد الرّحمٰن	”بہت مہربان“ کا بندہ	لفظِ ”عبد“ کی اضافت کے ساتھ / اللہ پاک کا صفاتی نام
اَحْشَم	زیادہ وقار و اطمینان والا	اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام
اِسماعیل	اللہ پاک کی اطاعت کرنے والا	اللہ کے نبی علیہ السّلام کا نام مبارک
اُمِّ اَیْمَن	برکت و قوّت والی	اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضاعی (یعنی دودھ پلانے والی) ماں کا مبارک نام
خَدِیجَہ	وَقت سے پہلے پیدا ہونے والی بچی	اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایک زوجہ کا بابرکت نام
اُمِّ کُلثوم	پُر گوشت چہرے والی کی ماں	اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بیٹی کا پیارا نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں)

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

1 زکوٰۃ سے بچنے کیلئے نصابِ زکوٰۃ دوسرے کی ملک کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد نے سونے کی جیولری لے کر میری شادی کے لئے میری مِلک کر دی ہے ابھی شادی نہیں ہوئی، اس جیولری پر جو زکوٰۃ بنتی ہے وہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس پیسے نہیں ہیں، تو کیا میں وہ زیور اپنی نابالغ بھانجی کی ملک کر سکتی ہوں تاکہ اس پر زکوٰۃ نہ بنے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں آپ پر لازم ہے کہ اسی سونے سے یا پھر اس کو بیچ کر یا قرض لے کر زکوٰۃ ادا کریں، زکوٰۃ سے بچنے کے لئے حیلہ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔

غمز عیون البصائر میں ہے: ”الفتوی علی عدم جواز الحیلۃ لإسقاط الزکاۃ وھو قول محمد رحمہ اللہ تعالٰی وھو المعتمد“ ترجمہ: اسقاطِ زکوٰۃ کے لئے حیلہ کرنے کے ناجائز ہونے پر فتویٰ ہے اور یہی امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کا قول ہے، اور اسی پر اعتماد ہے۔

(غمز عیون البصائر، 4/222)

فتاوی رضویہ میں ہے: ”ہمارے کتبِ مذہب نے اس مسئلہ میں۔۔۔ صاف لکھ دیا کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے کہ ایسا فعل جائز نہیں، امام الائمہ سراج الامہ حضرت سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی مذہبِ امام محمد ہے کہ ایسا فعل ممنوع و بَد ہے۔“

(فتاوی رضویہ، 10/189، 190)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 تردُّد کے ساتھ روزے کی نیت کرنے پر روزے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ کو رات میں پیٹ میں شدید درد ہوا تو اس نے سحری میں اس طرح روزے کی نیت کی کہ اگر دن میں میرے پیٹ میں درد ہوا تو میرا روزہ نہیں، ورنہ میرا روزہ ہے۔ اب ہوا یوں کہ فجر کی نماز کے بعد پھر اس کے پیٹ میں شدید درد ہوا جس کی وجہ سے مجبوراً اسے شربت پینا پڑا۔

آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں کیا ہندہ پر اس روزے کی قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق اگر اصلِ نیت ہی میں شک ہو تو اس صورت میں وہ شخص روزہ شروع کرنے والا نہیں کہلائے گا، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں ہندہ کا وہ روزہ شروع ہی نہیں ہوا کہ جس کی قضاء یا کفارہ اس پر لازم ہو۔

البتہ صورتِ مسئولہ میں اگر وہ فرض روزہ تھا تو ہندہ پر اس روزے کی قضا لازم ہے اور اگر نفل روزہ تھا تو ہندہ پر شرعاً کچھ بھی لازم نہیں۔

بہارِ شریعت میں ہے: ”یوں نیت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے یہ نیّت صحیح نہیں، بہر حال وہ روزہ دار نہیں۔“

(بہار شریعت، 1/968- المحیط البرھانی، 3/364- فتاوی عالمگیری، 1/195)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* محقق اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا محمد حسان ہاشم عطاری مدنی*

گلشنِ مصطفےٰ کے مہکتے پھولوں میں سے ایک پھول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں جو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بیٹیوں میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی اور حضرتِ امِّ کلثوم و بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما سے بڑی ہیں۔

ولادت اور قبولِ اسلام اعلانِ نبوت سے 7 سال قبل جبکہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عمر مبارک 33 سال تھی آپ کی پیاری شہزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی[1] آپ کی والدہ ماجدہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی امی جان کے ساتھ ہی دامنِ اسلام میں آئیں اور اپنی والدہ اور بہنوں کے ساتھ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اسلام پر بیعت کی۔[2]

نکاح آپ کا پہلا نکاح بعثتِ نبوی سے قبل عتبہ بن ابو لہب سے ہو چکا تھا، مگر رخصتی سے قبل سورۂ لہب نازل ہوئی جس میں اپنی دائمی ذلت و رسوائی کا بیان سُن کر ابو لہب آگ بگولا ہو گیا اور اپنے بیٹے عتبہ کو مجبور کر دیا کہ وہ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دے، بالآخر عتبہ نے انہیں طلاق دے دی، اس کے بعد آپ کا نکاح امیرُ المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔[3]

اولاد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے شکمِ مبارک سے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے پیدا ہوئے جن کا نام عبدُ اللہ تھا، بچپن میں ایک مرغے نے ان کی آنکھ میں چونچ مار دی جس سے چہرہ سوج گیا اور بیمار ہو کر 4ھ میں 6 سال کی عمر پا کر انتقال کر گئے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں قبر میں اتارا۔[4]

دو ہجرتوں والے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو بار مکے سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔[5] پھر مدینے کی طرف ہجرت کی اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا لقب صاحب الہجرتین (یعنی دو ہجرتوں والا) ہوا۔[6]

نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ ان دونوں کو اپنا قرب عطا فرمائے، حضرت لوط علیہ السّلام کے بعد عثمان وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی اہلیہ کے ساتھ ہجرت کی۔[7]

سب سے خوبصورت جوڑا امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی اور حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ ”سب سے خوبصورت جوڑا جو انسانوں نے دیکھا ہے وہ حضرت رقیہ اور ان کے شوہر حضرت عثمان کا ہے۔“[8]

تیمار داری پر خصوصی عنایت جنگِ بدر کے وقت حضرت رقیہ سخت بیمار ہو گئیں تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ عثمان کو ان کی تیمار داری کا حکم دیا، بیوی کی تیمار داری کے باعث جنگ میں شرکت نہ کرنے کے باوجود رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں مجاہدینِ بدر میں شمار فرمایا، مالِ غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا اور شرکائے بدر کے برابر اجرِ عظیم کی خوشخبری بھی عطا فرمائی۔[9]

وفات جس دن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جنگِ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خوش خبری لے کر مدینہ پہنچے تو اس وقت مسلمان حضرت سیدتنا بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی جنّتُ البقیع میں تدفین کر رہے تھے۔[10]

(1) مواہب اللدنیۃ، 1/392 ماخوذاً (2) طبقات ابن سعد، 8/29 (3) مواہب اللدنیۃ، 1/392، 393 (4) اسد الغابۃ، 7/126 (5) طبقات ابن سعد، 3/40 (6) طبقات ابن سعد، 8/29، 30 (7) اسد الغابۃ، 7/127 (8) شرح الزرقانی علی المواہب، 4/323، 324 (9) معرفۃ الصحابۃ، 5/141 ماخوذاً (10) طبقات ابن سعد، 8/30۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ شعبہ ماہنامہ خواتین، کراچی

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں
Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا عمر فیاض عطّاری مدنی*

دعوتِ اسلامی کے تحت عرسِ خواجہ غریب نواز نہایت عقیدت و احترام سے منایا گیا

امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے گفتگو کرتے ہوئے خواجہ صاحب کی سیرت پر روشنی ڈالی

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کی جانب سے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں 06 رجب المرجب کو مدنی مذاکرے کا اہتمام کیا گیا جس میں کراچی کے مختلف علاقوں اور ملک کے کئی شہروں سے عاشقانِ رسول کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مدنی مذاکرے کا آغاز تلاوتِ قراٰنِ پاک اور نعت سے کیا گیا۔ اس موقع پر عاشقانِ خواجہ نے شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے ہمراہ جلوس بیادِ غریب نواز نکالا جس میں نعروں اور مناقبِ غریب نواز پڑھ کر خواجہ صاحب سے عقیدتوں کا اظہار کیا۔ مدنی مذاکرے میں امیرِ اہلِ سنت نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃُ اللہ علیہ کی سیرتِ مبارکہ پر روشنی ڈالی اور عاشقانِ رسول کی جانب سے ہونے والے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔ مدنی مذاکرے کے اختتام پر رکنِ شوریٰ حاجی امین عطّاری نے فاتحہ خوانی کی اور دعا کروائی۔ واضح رہے کہ دعوتِ اسلامی کی جانب سے عرسِ خواجہ غریب نواز صرف 6 رجب کی رات ہی کو نہیں منایا گیا بلکہ ماہِ رجب کا آغاز ہوتے ہی یکم سے 6 تاریخ تک روزانہ رات عشا کے بعد مدنی مذاکروں کا انعقاد کیا جاتا رہا جن میں سندھ، پنجاب، خیبر پختونخواہ، بلوچستان اور کشمیر سمیت ملک بھر سے ہزارہا ہزار عاشقانِ رسول اور مختلف شعبہ جات سے وابستہ اسلامی بھائی شریک ہوئے۔

عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی میں پروفیشنلز اجتماع کا انعقاد

رکنِ شوریٰ حاجی اطہر عطّاری نے بیان فرمایا

22 جنوری 2023ء کو دعوتِ اسلامی کے شعبہ پروفیشنلز فورم کے زیرِ اہتمام عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی میں پروفیشنلز اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں ڈاکٹرز، CEOs، Businessmen، پولیس افسران، انجینئرز، پروفیسرز اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے پروفیشنلز نے شرکت کی۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوت و نعتِ رسولِ مقبول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیا گیا جس کے بعد مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حاجی محمد اطہر عطّاری نے ”زندگی اعتدال کے ساتھ گزاریئے“ کے عنوان سے سنتوں بھرا بیان کیا اور شُرکا کو اپنی زندگی میں توازن رکھتے ہوئے بہترین زندگی گزارنے کے متعلق تجاویز پیش کیں۔ رکنِ شوریٰ کا کہنا تھا کہ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ہمیں آنحضرت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے۔ آخر میں دعا اور صلوٰۃ و سلام کا سلسلہ ہوا۔

ہمسن گروپ آف کمپنیز کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر اجتماع

رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطّاری کا بیان

14 جنوری 2023ء کو ہمسن گروپ آف کمپنیز کی سالانہ کاروباری کانفرنس کے موقع پر لاہور ایمپوریم مال نشاط ہوٹل میں سنتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں کمپنی کے C.E.O اور چیئرمین سمیت پاکستان بھر سے اس کمپنی کے سیلز آفیسرز نے شرکت کی۔ مرکزی مجلسِ شوریٰ دعوتِ اسلامی کے رکن حاجی یعفور رضا عطّاری نے ”فکرِ آخرت“ کے موضوع پر سنتوں بھرا

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، کراچی

بیان کیا اور شُرکا کو ہر حال میں شریعت کی پیروی کرتے ہوئے کاروبار کرنے کی ترغیب دلائی۔

شعبہ مدنی کورسز پاکستان کے اسلامی بھائیوں کا تین روزہ کا اجتماع

نگرانِ پاکستان مشاورت حاجی محمد شاہد عطّاری نے بیان کیا

دعوتِ اسلامی کے شعبہ مدنی کورسز کے تحت عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں پاکستان بھر میں رہائشی مدنی کورسز کروانے والے معلّمین اسلامی بھائیوں کا تین دن کا سنتوں بھرا اجتماع منعقد ہوا جس میں شعبہ مدنی کورسز پاکستان سطح کے ذمہ داران (حافظ محمد اویس عطّاری، حافظ قاری محمد ندیم عطّاری، مولانا محمد احمد سیالوی عطّاری مدنی) کے ساتھ ساتھ اوورسیز مدنی کورسز ذمہ دار مولانا محمد اعجاز عطّاری مدنی نے وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات پر اسلامی بھائیوں کی راہنمائی کی۔ دورانِ اجتماع ❁ مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا حاجی محمد عمران عطّاری مَدَّ ظِلُّہُ العالی نے معلمین اسلامی بھائیوں کو رضائے الٰہی پانے اور دینِ اسلام کی اشاعت کی نیت سے خود کو امپروو (Improve) کرنے، جدید ٹولز (Modern Tools) کے ذریعے کورسز کروانے اور مختلف لینگویج کورسز کرنے کا ذہن دیا ❁ رکنِ شوریٰ حاجی محمد فضیل عطّاری نے "تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنے" کے موضوع پر بیان کیا ❁ رکنِ شوریٰ حاجی محمد اطہر عطّاری نے ٹیچنگ ٹولز (Teaching Tools) بیان کرتے ہوئے شُرکا کی حوصلہ افزائی کی ❁ رکنِ شوریٰ حاجی محمد امین عطّاری نے "دعوتِ اسلامی کو شعبے اور معلمین سے کیا توقعات ہیں" اس حوالے سے گفتگو کی۔ اس کے علاوہ نگرانِ مجلس مدنی چینل مولانا حاجی محمد اسد عطّاری مدنی نے "شُرکا کو کیسے پڑھائیں؟ اور ان کی دلچسپی برقرار رکھنے" کے حوالے سے شُرکا کی تربیت کی جبکہ سنتوں بھرے اجتماع کے اختتام پر رکنِ شوریٰ حاجی سید لقمان عطّاری نے اسلامی بھائیوں کی راہنمائی کرتے ہوئے نمایاں کارکردگی کے حامل معلمین کو تحائف دیئے۔

ماہِ جنوری 2023ء میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے چند دینی کاموں کی جھلکیاں

❁ ماہِ جنوری 2023ء میں دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن و نگرانِ پاکستان مشاورت حاجی محمد شاہد عطّاری نے دینی کاموں کا جائزہ لینے کے لئے پاکستان کے شہروں کراچی، سکھر، بہاولپور، میرپور، لاڑکانہ، بھنبھور، نواب شاہ، فیصل آباد، ملتان، ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، سرگودھا، گوجرانوالہ اور لاہور کا دورہ کیا اور ان مقامات پر قائم مدنی مراکز فیضانِ مدینہ میں مدنی مشورے فرمائے۔

❁ 10 جنوری 2023ء بروز منگل جوہر ٹاؤن لاہور کے مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں لاہور ڈویژن مشاورت کے اسلامی بھائیوں کا مدنی مشورہ ہوا، رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطّاری نے سنتوں بھرا بیان کیا۔

❁ 12 جنوری 2023ء کو چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری سیالکوٹ میں سنتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن حاجی محمد اظہر عطّاری نے سنتوں بھرا بیان فرمایا۔

❁ 14 جنوری 2023ء کو فیصل آباد میں امتحانی بورڈ (Examination Board) کی میٹنگ ہوئی۔ میٹنگ میں صدر کنزالمدارس بورڈ رکن شوریٰ مولانا حاجی محمد جنید عطّاری مدنی نے اہم نکات پر گفتگو کرتے ہوئے تعلیمی و امتحانی بورڈ کے حوالے سے مشاورت کی۔

❁ یکم جنوری کو نمازِ ظہر کی ادائیگی کے ساتھ اورنگی ٹاؤن خیر آباد زیبو گوٹھ کراچی میں جامع مسجد یونس کا افتتاح کر دیا گیا۔ ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی سمیت مقامی عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔ نگرانِ ٹاؤن اسید عطّاری نے شُرکا کو مسجد کی آبادکاری کے حوالے سے مدنی پھول دیئے۔

❁ 7 جنوری 2023ء کو مبلغِ دعوتِ اسلامی مولانا عثمان عطّاری کی انفرادی کوشش سے ملاوی کے علاقے تھائیلو میں چار افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ عثمان عطّاری نے انہیں کلمۂ طیبہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا اور ان کے اسلامی نام بھی رکھے۔

❁ 8 جنوری 2023ء کو دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام آسٹریلیا (Australia) کے شہر ایڈیلیڈ (Adelaide) کی مقامی مسجد میں "نمازِ جنازہ کورس" کروایا گیا۔ مبلغِ دعوتِ اسلامی نے شُرکا کو نمازِ جنازہ کے احکام، نمازِ جنازہ کی دعاء اور دیگر مسائل سکھائے اور انہیں درست طریقے سے نمازِ جنازہ ادا کرنے کی ترغیب دلائی۔

رمضان و شوّال شریف کے چند اہم واقعات

تاریخ/ماہ/سن	نام/واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
13 رمضان شریف 253ھ	یومِ وصال ولیِ کامل حضرت سَرِی سَقَطی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضان شریف 1438ھ
15 رمضان شریف 3ھ	یومِ ولادت حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضان شریف 1438ھ، ربیعُ الاول 1441ھ اور "امام حسن کی 30 حکایات"
17 رمضان شریف 2ھ	یومِ بدر و شہدائے غزوۂ بدر اسلام و کفر کی پہلی جنگ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضان شریف 1438، 1439ھ اور "سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 209 تا 245"
17 رمضان شریف 57 یا 58ھ	یومِ وصال اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضان شریف 1438 تا 1440ھ اور "فیضانِ اُمَّہاتُ المؤمنین"
20 رمضان شریف 8ھ	فتحِ مکہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظیم کامیابی کا دن	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضان 1438 اور 1439ھ
21 رمضان شریف 40ھ	یومِ شہادتِ مولا علی مشکل کُشا، شیرِ خدا حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضان شریف 1438 تا 1443ھ اور "کراماتِ شیرِ خدا"
22 رمضان شریف 1326ھ	یومِ وصال شہنشاہِ سخن، مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ رمضان 1438 اور 1439ھ
پہلی شوّال شریف 43ھ	یومِ وصال صحابیِ رسول حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوّالُ المکرم 1439ھ
پہلی شوّال 256ھ	یومِ وصال امیرُ المؤمنین فِی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوال 1438، 1439 جُمادَی الاُخریٰ 1440ھ اور "فیضانِ امام بخاری"
5 شوّال شریف 617ھ	یومِ وصال حضرت خواجہ سیّد عثمان ہاروَنی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوّالُ المکرم 1440ھ
10 شوّال شریف 1272ھ	یومِ ولادت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ صفر 1438 تا 1444ھ اور خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت"

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔
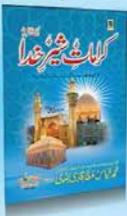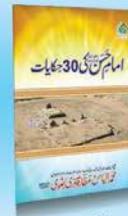
فروغِ علم میں دعوتِ اسلامی کا کردار

علمِ دین کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ پاک اہلِ علم کے درجات بلند فرمائے گا، علم کی طلب میں نکلنے والا اللہ کی راہ میں ہوتا ہے، علمِ دین سیکھ کر لوگوں کو سکھانے والا جنت میں داخِل ہوگا، علم حاصل کرنا اللہ پاک کی رضا کا سبب، بخشش ونجات کا ذریعہ اور جنت میں داخلے کا ضامن ہے۔ حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ علم کے بارے میں فرماتے ہیں: اس (علم) کا حاصل کرنا بلندی کی علامت ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا وآخرت بہتر ہوجاتی ہے۔ (بہارشریعت، 3/618، ملخصاً) الحمدللہ! آپ کی دعوتِ اسلامی دنیا بھر میں علمِ دین کو پھیلانے میں مصروفِ عمل ہے۔

دسمبر 2022ء تک دعوتِ اسلامی کے تعلیمی اداروں اور مدرسۃُ المدینہ بالغان وبالغات کی تعداد 67ہزار سے زائد ہے جن کے سالانہ اخراجات اربوں روپے ہیں، تعلیمی اداروں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

جامعۃ المدینہ (بوائز، گرلز، ملک وبیرون ملک)	
جامعات المدینہ (بوائز، گرلز)	1309
طلبہ وطالبات کی کل تعداد تقریباً	117402
کل اسٹاف (مدرس، مدرسات، ناظم وناظمات وغیرہ)	11523

فیضان آن لائن اکیڈمی (بوائز، گرلز)	
فیضان آن لائن اکیڈمی برانچز کی تعداد	47
شفٹ	232
کلاسز	2325
طلبہ وطالبات، بچے اور بچیوں کی کل تعداد تقریباً	21462
کل اسٹاف (مدرس، مدرسات، ناظم وناظمات وغیرہ)	2811

مدرسۃ المدینہ (بوائز، گرلز، ملک وبیرون ملک)	
تعداد مدارس المدینہ (بوائز، گرلز)	9578
طلبہ وطالبات، بچے اور بچیوں کی کل تعداد تقریباً	323026
کل اسٹاف (مدرس، مدرسات، ناظم وناظمات وغیرہ)	13425

مدرسۃ المدینہ (بالغان وبالغات، ملک وبیرون ملک)	
تعداد مدرسۃ المدینہ (بالغان وبالغات)	56915
طلبہ وطالبات کی کل تعداد تقریباً	347313
کل اسٹاف (مدرس، مدرسات، ناظم وناظمات وغیرہ)	16875

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

ISBN 978-969-631-974-0

0125764